نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وآلہ

محمد بن یعقوب رح

بن اسحٰق

ابو جعفر کلینی رح

آلِ محمد رزمی

ناشر: مکتبہ زید شہید

گلشن اقبال، کراچی

نایاب کتب

بہت سے علماء، فقراء، شعراء و دیگر حضرات نے اپنی پوری زندگی صرف کرکے محمدؐ و آلِ محمدؐ کے پیغام اور اسلام کی سربلندی کے لئے گراں قدر کتابیں لکھیں جو وقت کے دھارے میں ہماری نگاہوں سے اوجھل ہوگئیں اور اب اُن کا نام جاننے والے بھی کم رہ گئے ہیں۔ اگر ان کو دوبارہ زندہ نہ کیا گیا، تو یہ بہت بڑا قومی و مذہبی نقصان ہوگا۔ ایسی چند کتب کے نام تحریر کئے جارہے ہیں۔ اپنے مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لئے اس سے بہتر اور کیا ہوسکتا ہے کہ ان کا نام کسی ایسی تحریر سے وابستہ ہوجائے جو مذہب حقہ کے بارے میں ہو اور جس کو سیکڑوں لوگ پڑھیں اور اس سے استفادہ اٹھائیں۔ یہ کتابیں آپ خود شائع کرسکتے ہیں اور اگر اس سلسلہ میں کسی مدد یا خدمت کی ضرورت ہو تو ادارے سے رابطہ قائم کریں۔

۱۔ تجلیات (سوانح حیات مفتی محمد عباسؒ) (۸۳۰ صفحات) (عزیز لکھنوی)

۲۔ مجاہدِ اعظم۔ (۵۰۰ صفحات) (شاکر حسین امروہوی)

۳۔ تقیہ (۱۰۰ صفحات) (مولانا سید حامد حسین)

۴۔ انتصار (۲۰۰ صفحات) (مولانا سید راحت علی)

۵۔ ردّ التحفہ (۱۵۰ صفحات) (مولانا سید محمد حیدر)

۶۔ الوَلی (۲۵۰ صفحات) (مولانا سید فرمان علی)

۷۔ فلسفۂ اسلام (۲۰۰ صفحات) (علامہ ہندی)

۸۔ نہج البلاغہ امام صادقؑ (۲۱۰ صفحات) تالیف: شیخ عبدالرسول ترجمہ: مولانا سید مرتضیٰ حسین

۹۔

۱۰۔ مفتاح القرآن (دیباچۂ ترجمۂ قرآن مقبول احمد صاحب) (۱۹۰ صفحات)
(مقدمہ) مولوی سید کلب حسین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَآلِہٖ

محمد بن یعقوب بن اسحٰق ابو جعفر کلینیؒ

آل محمد رزمی

ناشر

مکتبۂ زید شہیدؒ گلشنِ اقبال کراچی

بار اوّل ـــــــــــ ۱۹۹۳ء
تعداد ـــــــــــ ایک ہزار

مطبع: فضلی سنز اردو بازار، کراچی

التماس سورۂ فاتحہ

مرحوم حسین علی وزیر

تاریخ انتقال ـــــــــــ ۱۸ر فروری ۱۹۹۲ء
مطابق ـــــــــــ ۱۲ر شعبان سنہ ۱۴۱۲ھ

منجانب

سوگواران :-

جناب اشرف علی وزیر
جناب محمد حسن و مرتضیٰ وزیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ملت جعفریہ کی اساس اور بنیاد قرآن مجید کے علاوہ چار کتابوں (کتب اربعہ) پر ہے۔ یعنی نمبر ۱، الکافی از محمد ابن یعقوب کلینیؒ نمبر ۲، من لا یحضرہ الفقیہ از محمد ابن علی ابن حسین قمی المعروف شیخ صدوق نمبر ۳، تہذیب الاحکام از شیخ مفید شرح از محمد ابن حسن علی ابن علی ابن حسن طوسی المعروف ابو الجعفر طوسی نمبر ۴، استبصار از ابو جعفر طوسی یہ کتابیں منفرد حیثیت کی حامل ہیں۔

زیر نظر کتابچے میں یعقوب کلینیؒ کے حالات اور خدمات مناقب و فضائل کا مختصر جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ کلینی نے ایران کے ایک دیہات کلین میں ایک معزز اور شریف خاندان میں آنکھ کھولی۔ اس خاندان میں پہلے بھی کئی علماء گذر چکے ہیں کلینی ملت جعفریہ کے بہت بڑے فقیہ تھے۔ کچھ عرصہ بعد ایران سے ہجرت کر کے بغداد میں سکونت اختیار کرلی۔ اور پھر وہیں حدیث کی نشر و اشاعت

اور درس تدریس میں مشغول ہو گئے۔ انہوں نے حضرت ولی عصرؑ کے نوابین کے دور کو بخوبی مشاہدہ کیا اور کچھ علماء و رجال کی فرمائش پر "کافی" کا آغاز کیا کلینی محدث، ثقہ، ادیب اور عالم فاضل ہونے کے ساتھ ساتھ رجال اور فقہ پر بھی مضبوط گرفت رکھتے تھے اور ساتھ ہی وہ خلوص نیت جواب بھی کتاب سے ٹپکتا ہے۔ ان کی وفات ۳۲۹ھ میں ہوئی ان کا مقبرہ بغداد میں ہے "کافی" ایک جامع اور مستند کتاب ہے۔ اس کتاب کی بہت سی خصوصیات ہیں۔

ایک تو یہ کہ اس کتاب کو امام زمانہؑ کے نوابین کے دور میں لکھا گیا۔ جو اس کے راویوں کی سند کو قابل ممکن حد تک صحیح اور یقینی بنا دیتی ہے۔ دوسرے یہ کہ سند کے مضبوط ہونے اور احادیث کے واضح اور مبہم ہونے کا لحاظ بھی کیا گیا ہے لہٰذا ابواب کی آخری احادیث کا سمجھنا کافی حد تک مشکل ہے۔ لیکن ہر باب میں شروع کی احادیث واضح اور ان کی سند نقص سے مبرّیٰ ہے۔

اس کی برتری کے پیش نظر کچھ علماء اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ امام مہدی علیہ السلام کے سامنے پیش کی گئی تو آپؑ نے فرمایا کہ ہمارے شیعوں کے لیے کافی ہے۔ یوں تو اس کی بے انتہا شروح اور لاتعداد حاشیہ و تعلیق مختلف زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں اور اسی طرح کی گئی تحقیقات۔ لیکن ان میں

۱۲ شروح) IN VIEW OF KAFI) اور بیس حاشیوں SIDE NOTES

کو خاص اہمیت حاصل ہے ان میں علامہ مجلسی کی لکھی گئی شرح "مراۃ العقول"

نمایاں ہے۔ اس میں علامہ مجلسی نے صدر المتالہین (ملا صدرا) جیسے عظیم فلاسفر اور ملاّ فیض کاشانی اور دوسرے محققین کی آراء اور توضیحات کو بھی انتخاب اختصار کے دائرے میں احادیث کی شرح کے طور پر لکھا ہے۔ کافی میں ۱۶،۱۹۹ (سولہ ہزار ایک سو ننانوے) احادیث پر مشتمل ہے اور یوں یہ مجموعہ صحاح ستہ سے بھی زیادہ احادیث کا حامل ہے کیوں کہ صحیح بخاری کی احادیث ۷،۲۷۵ ہیں جس میں مکرّر احادیث بھی شامل ہیں۔

زیر نظر کتابچہ علمائے حق کے تذکرہ کے سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے یہ وہ لوگ تھے جن کا قیام حق کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ شرح صدر کر دیتا ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے زہد و تقشف استغراق اور استہلاک باطنی ہی دین حق کی اثاث ہے۔ یہی لوگ بیوت علم و فضل اور اصحاب ارشاد و ہدایت ہیں، اور انہی جیسے حضرات کو خدا علوم ظاہر و باطن کی جامعیت عطا فرماتا ہے بڑی سے بڑی آرزو جس کو ایک مومن اپنے دل میں رکھ سکتا ہے وہ یہ ہے کہ زندگی کی آخری گھڑیوں تک ان حضرات کے طریق صدق و حق پر مستقیم رہنے کی توفیق عطا ہو اور ساری زندگی اس راہ کی کوچہ گردی میں بسر ہو جائے جس کا نشان وہ یادگار میں چھوڑ گئے۔

توفیق بہ اندازہ ہمت ہے ازل سے
آنکھوں میں ہے وہ قطرہ جو گوہر نہ ہوا تھا

خاکپائے اہل بیت
سید علی رضوی

مشفقی اور نیر ندیم شکریہ اور مبارک باد کے مستحق ہیں کہ وسائل کی کمی اور دیگر مصروفیات کے باوجود محمدؐ اور آل محمدؐ کے علوم اور تذکرہ کی شمع کو روشن کیے ہوئے ہیں ان حضرات سے ملتِ جعفریہ کی بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔ خدا ان کو جزائے خیر دے اور علمائے حق اور ملتِ جعفریہ کے بارے میں تصنیف و تالیف کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ حرف کی صداقت ہی وہ صداقت ہے جو صدیاں گذرنے کے باوجود تر و تازہ رہتی ہے۔

سگ درِ محمدؐ و آل محمدؐ

سید علی رضوی

محدث کلینی علیہ الرحمہ

محمد بن یعقوب بن اسحٰق ابو جعفر کلینی رہ کا شمار کتب تشیع کے ان نامور، اساسی، ممتاز، معتبر اور مقدس ترین علماء میں ہوتا ہے جس پر دنیائے شیعت کو فخر ہے آپ کی مذہبی و علمی خدمات تعارف سے بے نیاز ہے آپ کو گیارھویں امام حسن عسکری علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل ہے اور آپ کی شہرہ آفاق تصنیف کافی کو بارھویں آقا حضرت قائم آل محمد علیہ السلام کی تائید وتصدیق وتوثیق حاصل ہے آپ نے بنو عباس کے ظالم حکمرانوں کے دور میں شمع علوم آل محمد کو فروزاں کیا اور نامساعد حالات میں احادیث حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور فضائل محمد وآل محمد علیہ السلام کی جمع آوری کی اور تنہا اتنی حدیثیں جمع کیں جتنی صحاح ستہ میں ہیں بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ آپ نے (۱۶۹۰۱) سولہ ہزار نوسو نوے احادیث جمع کیں آپ کا شمار علماء اربع میں اور آپ کی تصنیف کافی کو کتب اربع میں شمار کیا جاتا ہے۔ حضرت یعقوب کلینی رہ نے تنہا اتنا تحریری کام کیا ہے جو ایک ادارہ سے زیادہ ہے آپ کے تقوٰے وتقدس وعلمی خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے ہم آگے چل کر ان علماء کی گرانقدر آراء پیش کریں گے جو حضرت یعقوب کلینی رہ کے مداح ومعترف ہیں۔

حضرت یعقوب کلینی کی زندگی پر ایک نظر

نام :۔ محمد

ولدیت :۔ یعقوب کلینی

کنیت :۔ ابو جعفر۔ لقب :۔ ثقۃ الاسلام، رئیس المحدثین۔

تاریخ :۔ پیدائش ۲۲۹ھ

مقام پیدائش :۔ طہران سے پانچ میل کے فاصلے پہ وادی کرج میں "رے" کے علاقہ میں ایک قریہ ہے جو کلین کے نام سے مشہور ہے یہی وہ قریہ ہے جسے محدث کلینی جیسے فخر روزگار عالم کے مولد و مسکن ہونے کا شرف حاصل ہے۔

تاریخ وفات :۔ ۳۲۹ھ

جائے مدفن :۔ کوفہ (عراق)

ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی الرازی کی ولادت باسعادت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے عہد معدلت مہد میں ہوئی۔ آپ کو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی بارگاہ قدس میں حاضری کا شرف نصیب ہوا آپ نے ۶۹ برس بعد شہادت امام حسن عسکری علیہ السلام انتقال فرمایا۔

ثقۃ الاسلام کلینی علیہ الرحمہ کا علم، فقہ، جلالت شان، عظمت، بزرگی، زہد و ورع، تقویٰ اور ان کے صفات جلیلہ اور ان کی کما حقہ توصیف و تعریف، وا حاطہ و احصار قلم کے احاطے سے باہر ہے۔ نجاشی کہتے ہیں کہ ان کے ماموں علامہ کلینی رازی ہیں جو "رے" میں

اپنے وقت کے بہت بڑے شیخ تھے اور ان کے بزرگوں میں وہ حدیث کے سب سے زیادہ ثقہ اور صحیح راوی تھے۔ آپ کے والد گرامی جناب یعقوب کلینی علیہ الرحمہ اپنے وقت کے جید عالم دین فقیہ اور متعدد کتابوں کے مصنف تھے آپ کو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے نیاز، اور ان کی زیارت کا شرف حاصل تھا۔ ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ علماء اسلام کی نگاہ میں قابل وثوق واعتماد اور لائق صد احترام واکرام شخصیت کے مالک تھے اور ان کا قول و فعل سند سمجھا جاتا تھا اس لئے وہ ثقۃ الاسلام کے جلیل القدر لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔

ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب کلینیؒ کی پرورش

آپ کی ولادت باسعادت اور ابتدائی نشو ونما قریہ کلین میں ہوئی جو شہر رے (طہران) کے مضافات میں واقع ہے آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی جو اپنے دور کے معروف عالم تھے۔ آپ کم سنی کے باوجود اپنے والد ماجد کے ہمراہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے رہے۔ ابھی آپ کم سن ہی تھے کہ حضرت امام حسن عسکریؑ وفات پا گئے لیکن جوہر قابل کے لئے آفتاب کی ایک کرن بھی کافی ہوتی ہے اور اس میں شک نہیں کہ یہ امامؑ کے فیوض قدسی کے اثر ہی کا نتیجہ تھا کہ محدث کلینی اپنے دور میں کمال علم وفضل کی انتہائی بلندیوں پہ فائز ہو کر عوام اور اہل نظر ہر طبقہ سے خراج عقیدت حاصل کیا۔ اور سنی شیعہ دونوں طبقے کے علماء

آپ کی بے مثال شخصیت اور کمال علم کے معترف تھے۔

ثقۃ الاسلام کلینیؒ کا خاندانی پس منظر

ثقۃ الاسلام کلینی علیہ الرحمہ کا خاندان علمی عظمت کے لحاظ سے "شہرِ رے" تہران کا اہم ترین خاندان تھا آپ کے جدِ امجد اسحٰق اور ان کے صاحبزادے یعقوب کلین کے مشاہیر علماء میں سے تھے۔ چنانچہ ان کی قبر آج تک عقیدت مندوں کی زیارت گاہ ہے۔ آپ کی والدۂ ماجدہ علان کلینی کے جلیل القدر خانوادے سے اور بنا بر تحقیق صاحب لؤلؤ البحرین علی بن محمد ابراہیم رازی کلینی کی بہن تھیں اس لئے ان کے نانا محمد ابراہیم اور ماموں علی بن محمد قرار پائے۔ مگر بعض راویوں نے خود شیخ کو خال علان کلینی بتایا ہے اور یہ سب لوگ محدث و روایات کے حامل فقہ و کلام کے ماہر اور بڑی باعظمت شخصیتوں میں سے ہیں۔ علماء رجال میں اکثر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

ثقۃ الاسلام کلینیؒ کا وطن

جمہوری اسلامی ایران کے دارالخلافہ تہران سے چند میل کے فاصلے پر شہر رے کے علاقے میں ایک قریہ کلین ہے یہ پورا خاندان کلین میں آباد تھا آپ اسی مناسبت سے کلینی کہلائے۔ معجم البلدان میں ہے کہ یہ شہر اسلامی مرکز کی حیثیت رکھتا تھا۔ یہاں کی آبادی یا شیعہ تھی یا شافعی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رے تاریخی لحاظ سے شیعہ آبادی تھی اسی رے کے قریب تہران کے قصبے حسن آباد کے قریب فشاریہ کے

ضلع میں کلین نامی ایک گاؤں ہے یہ خاندان اسی سرزمین سے منسوب ہے کلین کے تلفظ کاف کے زبر اور پیش میں اختلاف ہے صاحب قاموس نے امیر کے وزن پہ لکھا ہے حاشیہ کا تی پہ مجد الدین کے اس قول کو غلط بتایا گیا ہے اور زبیر کے وزن پہ لکھا گیا ہے۔ روضات الجنات میں ہے کہ دراصل یہ نام دو قریوں کا ہے ایک زبیر کے وزن پہ، رضی الدین محمد بن علی حسنی شامی نے اپنی کتاب "اتحاف ذوی الالباب" میں بھی یہ تحریر کیا ہے اور دوسرا امیر کے وزن پہ کلین پکارا جاتا ہے۔

ثقۃ الاسلام کلینی کی ولادت

ثقۃ الاسلام کلینی علیہ الرحمہ کی ولادت ۲۵۰ھ/۸۶۴ء کے لگ بھگ ہوئی۔ صاحب اتقان المقال اور علامہ مامقانی نے تنقیح المقال میں لکھا ہے کہ شیخ کلینی نے عہد امام حسن عسکری علیہ السلام پایا ہے امام حسن عسکری علیہ السلام کی تاریخ شہادت ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ ہے اس لئے شیخ کو کم از کم دس برس کا ہونا چاہیئے تھا ورنہ عصر امام حاصل کرنے کا کوئی مطلب نہ ہوتا۔ کیونکہ صاحبان رجال میں کسی عہد پانے کا مطلب یہی سمجھا جاتا ہے کہ بہ ہوش وحواس اس عہد سے کوئی فائدہ اٹھایا ہو اگر کوئی شخص کسی دور میں پیدا ہوا ہو، لہٰذا میرے نزدیک ۲۶۰ھ میں کلینی علیہ الرحمہ کا سن شریف کم از کم دس برس کا ہونا چاہیے۔

ثقۃ الاسلام کلینی علیہ الرحمہ کی تعلیم و تربیت

جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے

والد ماجد سے حاصل کی جو اپنے وقت کے بہت بڑے عالم تھے۔ ظاہر ہے کہ وطن اور گھر، خاندان اور اطراف کا ماحول علمی تھا والد ماجد اپنے ماموں اور اپنے گھر کے بزرگوں سے تحصیل علم کر کے باہر نکلے اور مزید تعلیم کے لئے رے، قم، خراسان و بغداد کے علماء اور اصحاب ائمہ سے استفادہ فرمایا اور یہاں کے کتب خانوں سے فیض اٹھایا اور وسعت فکر و نظر میں مطالعہ اور عمر کے ساتھ اضافہ ہوتا گیا۔

ثقۃ الاسلام کلینی کے اساتذۂ کرام

یہاں ہم اختصاراً ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ کے اساتذہ کے اسمائے گرامی تحریر کرتے ہیں چونکہ یہ زمانہ اکابر علماء کا اہم ترین دور ہے اس لئے ان کے شیوخ کی فہرست بڑی طویل ہے۔ ان میں تقریباً سب کے بارے میں علامہ نوری نے مستدرک الوسائل کے خاتمے اور علامہ علی بن ابراہیم قمی (از علمائے عصر حاضر) نے شرح اسانید کافی میں بحث کی ہے۔ فہرست نجاشی میں خود کلینیؒ سے منقول ہے کہ جب ہم کہیں وہ اپنے شیوخ (اصحاب) سے تو اس سے مراد حسب ذیل حضرات ہوں گے (۱) محمد بن یحییٰ (۲) علی بن موسیٰ کمندانی (۳) داؤد بن کورہ (۴) احمد بن ادریس (۵) علی بن ابراہیم بن ہاشم (۶) ان میں سے بعض مشاہیر یہ بھی ہیں (۱) علی بن ابراہیم قمی صاحب تفسیر و صحابی امام حسن عسکری علیہ السلام (۲) علی بن محمد سمری آخری نائب خاص متوفی ۳۲۹ھ (۳) علامہ ابو جعفر برقی صاحب المحاسن م ۲۷۴ھ (۴) علی بن حسین قمی (۵) علی بن محمد (۶) علان کلینی مشاہیر

میں سے ہیں، علان کلینیؒ فاضل اور صاحب تصانیف تھے ان کے مصنفات میں کتاب اخبار القائم ہے۔ علان کلینیؒ مکہ معظمہ کے راستے میں قتل کئے گئے انہوں نے حضرت صاحب الامر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے حج کے لئے مکہ معظمہ جانے کی اجازت مانگی تھی جس کے بعد حضرت کا فرمان صادر ہوا کہ اس سال مکہ جانے سے توقف کرو انہوں نے مخالفت کی اور مکہ چلے گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ راستے میں قتل کر دیئے گئے۔ آپ اپنے دور کے مستند و معتبر ترین علماء میں شمار ہوتا تھا، آپ کا دور دور شہرہ تھا دور دراز کے بعض شیعوں نے آپ سے کتاب کافی لکھنے کی فرمائش کی تھی جس پر آپ نے کتاب کافی کو تالیف فرمایا۔

ثقۃ الاسلام کلینیؒ کے اخلاق وعادات

ثقۃ الاسلام علامہ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمہ انتہائی با اخلاق، انسانی اوصاف کا مجموعہ تھے، تمام ارباب رجال کلینی علیہ الرحمہ کو عادل و ثقہ مانتے ہیں یعنی سب کے نزدیک وہ انتہائی پاکیزہ خصال، بلند اخلاق، امانت دار اور بے نظیر کردار کے مالک تھے۔ علامہ نجاشی کہتے ہیں کہ "رے" کے باوجاہت اور اپنے زمانے کے شیخ الحدیث تھے۔

ثقۃ الاسلام کلینیؒ کے شاگرد

جس طرح ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ کے اساتذہ کی فہرست بڑی طویل ہے اسی طرح آپ کے شاگردوں کی فہرست بھی بڑی طویل ہے۔ ہم ان سینکڑوں میں سے دو تین کا ذکر کریں گے (۱) ابوالحسین

احمد بن احمد کوفی کاتب علامہ نجاشی م ۴۵۰ھ اپنی ابتدا طالب علمی کا ذکر کرتے ہیں کہ میں مسجد لولوی (مسجد نفطویہ نحوی م ۳۲۳ھ بغداد میں قرآن پڑھنے جاتا تھا اور ابوالحسین اپنے طلباء کو کافی کا درس دیا کرتے تھے (۲) محمد بن ابراہیم بن جعفر ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے نعمانیہ کے رہنے والے تھے اور کاتب مشہور تھے ابن ابی زینب اور نعمانی کے نام سے شہرت پائی۔ ان کی اولاد دختری میں ابوالقاسم حسین بن علی بن حسین مغربی ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں نعمانی بڑے جلیل القدر محدث اور صاحب تصانیف گزرے ہیں۔ یہ فقط شاگرد کلینی ہی نہ تھے بلکہ پوری اصول کافی خود اپنے شیخ سے نقل بھی کی تھی (۳) صفوانی محمد بن عبداللہ بن قعاعہ بن صفوان جمال، ابوعبداللہ کنیت ہے اور صفوان جمال اسدی صحابی امام جعفر صادق علیہ السلام اور صحابی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی نسبت سے صفوانی کہلاتے ہیں۔ بغداد (''اران'' (آذربائیجان) کے قریب میں رہتے تھے۔ شیخ عباس قمی علیہ الرحمہ نے نو (۹) کتابیں ان کی تالیفات میں شمار کی ہیں۔ سیف الدولہ حمدانی کے دربار میں بڑی عزت کی جاتی تھی۔ اسی امیر کے یہاں قاضی موصل سے مسئلہ امامت پر مباہلہ ہوا قاضی صاحب جیسے ہی محفل سے اٹھے اسی وقت ان کا ہاتھ سیاہ ہو کر سوج گیا اور دوسرے دن چل بسے۔ صفوانی بڑے ذہین بلا کے حافظ تھے۔ ابن ندیم صاحب فہرست کہتے ہیں کہ میں نے ۳۴۶ھ میں ان سے ملاقات کی۔ بلیغ، خوش وضع اور خوش لباس آدمی تھے ان کا خیال تھا کہ وہ لکھ پڑھ نہیں سکتے کاتب کو بولتے جاتے تھے وہ لکھتا رہتا تھا۔ کافی یا کافی کی شرحوں میں اکثر آتا ہے۔

وفی نسخۃ النعمانی کذا، وفی نسخۃ الصفوانی کذا، نعمانی یا صفوانی کے نسخے میں یوں ہے تو اس سے مراد یہی دونوں حضرات ہیں ان کے علاوہ ابو غالب رازی، ابوقاسم قولویہ، احمد صیمری اور ابوالفضل بھی مشہور ہیں۔

محدث کلینی علیہ الرحمہ کی تصنیفات

نام کتاب		تعداد ابواب		تعداد احادیث
١۔ کتاب العقل والجہل	=	١	=	٣٤
٢۔ کتاب العلم	=	٢٢	=	١٧٥
٣۔ کتاب التوحید	=	٣٥	=	٢١٢
٤۔ کتاب الحجہ	=	١٢٩	=	١٠١٢
٥۔ کتاب الکفر والایمان	=	٢٠٨	=	١٢٠٧
٦۔ کتاب الدعاء	=	٦١	=	٤١٨
٧۔ کتاب فضل القرآن	=	١٢	=	١٢٣
٨۔ کتاب العشرہ	=	٣٠	=	١١٩
٩۔ کتاب الطہارت	=	٢٥	=	٢٢١
١٠۔ کتاب الحیض	=	٢٥	=	٩٣
١١۔ کتاب الجنائز	=	٩٧	=	٥٦٥
١٢۔ کتاب الصلوٰۃ	=	١٠٣	=	٩٢٢
١٣۔ کتاب الزکوٰۃ	=	٨٩	=	٥٢٩

نام کتاب		تعداد ابواب		تعداد احادیث
۱۴۔ کتاب الصیام	=	۸۳	=	۴۵۳
۱۵۔ کتاب الحج	=	۲۳۷	=	۱۲۸۵
۱۶۔ کتاب الجہاد	=	۲۶	=	۱۱۳
۱۷۔ کتاب المعیشۃ	=	۱۸۵	=	۱۰۶۳
۱۸۔ کتاب النکاح	=	۱۹۱	=	۹۸۶
۱۹۔ کتاب العقیقہ	=	۳۷	=	۳۱۷
۲۰۔ کتاب الطلاق	=	۸۰	=	۲۹۸
۲۱۔ کتاب العتق والتدبیر والکتابۃ	=	۱۹	=	۱۱۳
۲۲۔ کتاب العید	=	۱۷	=	۱۱۹
۲۳۔ کتاب الذبائح	=	۱۵	=	۷۲
۲۴۔ کتاب الاطعمہ	=	۱۳۲	=	۷۰۹
۲۵۔ کتاب الاشربہ	=	۳۸	=	۲۶۶
۲۶۔ کتاب الزی والتجمل	=	۷۶	=	۲۰۵
۲۷۔ کتاب المروۃ	=	۲۲	=	۱۲۵
۲۸۔ کتاب المداہن	=	۱۲	=	۱۰۲
۲۹۔ کتاب الوصایا	=	۳۹	=	۲۲۱
۳۰۔ کتاب المواریث	=	۶۶	=	۳۱۶
۳۱۔ کتاب الحدود	=	۶۳	=	۴۲۵
۳۲۔ کتاب الدیات والقصاص	=	۷۵	=	۳۶۱
۳۳۔ کتاب الشہادت	=	۲۳	=	۱۲۱

نام کتاب	تعداد ابواب	تعداد احادیث
۳۴۔ کتاب القضاء والاحکام	۱۹	۷۷
۳۵۔ کتاب الایمان والنذر والکفارات	۱۸	۱۴۲
۳۶۔ کتاب الروضہ	-	۵۹۷
میزان	۲۲۷۷	۱۵۱۶۰

محدث کلینی کی دیگر کتابوں میں کتاب الرّد علی قرامطہ، کتاب رسائل الائمّہ علیہم السلام، کتاب تعبیر رؤیا، کتاب الرّجال، کتاب ماقیل الائمّہ من الشعر اور کافی خاص مشہور ہیں۔

کتاب الکافی

یہ عظیم الشان احادیث کا مجموعہ، صحاح ستّہ کی احادیث سے بڑا ہے۔ یہ کتاب بیس سال میں مرتب کی گئی، کافی علم حدیث کی وہ کتاب ہے جو ہزاروں کتابوں کا نچوڑ اور لاکھوں روایتوں اور حدیثوں کی روح ہے اس عظیم الشان کتاب تحریر کرنے کے نتیجے میں ہی ثقۃ الاسلام کلینی علیہ الرحمہ کو تیسری صدی کا مجدد کہا جاتا ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ دوسرے مجامیع کی طرح سے بھی صحیح نہیں مانا جاتا اگرچہ شیخ کی ثقاہت وعدالت مسلّم ہے اور کبھی کسی نے ان کی شخصیت کے بارے میں کوئی بات ایسی نہیں کہی جس سے ان کے بارے میں کوئی شبہ کیا جاسکے لیکن محل تنقید میں راویوں کے پرکھنے والے اپنی نگاہ اور

جوہری اپنی اپنی نظر سے دیکھتے ہیں اور ؎

اندریں راہ فلاح ابن فلاں چیزی نیست

عصمت کا درجہ صرف معصومین برحق کو حاصل ہے۔ کتاب کافی کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اصول وفروع وروضۃ۔ ہندوستان میں نولکشور نے اس مجموعہ کو چار جلدوں میں چھاپا ہے دراصل "اصول" کتاب العقل سے شروع ہو کر فضائل قرآن پر ختم ہے۔ اس میں عقائد کا ذکر ہے: "فروع" "کتاب الطہارت سے شروع ہو کر دیات پر ختم ہے۔ اس حصے میں احکام واعمال کا تذکرہ ہے۔ "روضۃ": اس حصے میں خطوط وخطب وواقعات پر روایات وحدیث کو جمع کیا گیا ہے پوری کتاب میں بنیادی عناوین تینتیس (۳۳) ہیں جن میں سے ہر ایک کو کتاب کہا جاتا ہے اور اس کے ذیلی عناوین کو باب ان تمام ابواب کے ذیل میں سولہ ہزار ایک سو ننانوے ۱۶۱۹۹ روایات درج ہیں یا سولہ ہزار نوسو نوے ۱۶۹۹۰۔ صاحب لؤلؤۃ البحرین نے اصطلاح متاخرین کے لحاظ سے ایک تفصیل یہ ہے صحیح پانچ ہزار بہتر (۵۰۷۲) موثق ایک ہزار ایک سو اٹھارہ (۱۱۱۸) قوی تین سو دو (۳۰۲) ضعیف نو ہزار چار سو پچاسی (۹۴۸۵)

خصوصیات کافی

کتاب کافی کی پہلی خصوصیت:۔ تو یہ ہے کہ اس سے پہلے مسلمانوں کی کوئی اتنی جامع اور اتنی بڑی کتاب نہ تھی شیعوں کی تالیفات حدیث کا ذکر تو کیا جا چکا سنیوں کی کتابوں کا اس سے اندازہ کیا جائے کہ ان کی سب سے بڑی اور جامع کتاب بخاری کی الصحیح دو ہزار چھ سو تئیس (۲۶۲۳)

اور مکررات نو ہزار چھ سو بیاسی (۹۶۸۲)

کتاب کافی کی دوسری خصوصیت :۔ کتاب کافی کی دوسری خصوصیت ہے کہ اصول اصحاب کے اسلوب کو بدل دیا یعنی کتاب عقائد و اعمال کی ترتیب اور اس میں بھی کلیات و مہمات، جزئیات و ضمنیات کا خیال رکھا اور عقائد و فقہ کے مصنفین و مؤلفین کے لئے ایک پائیدار خاکہ بنا دیا۔

کتاب کافی کی تیسری خصوصیت :۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ کلینی اصح السند روایت کو دوسری سند پر مقدم کرتے ہیں سوائے چند مقامات کے۔

کتاب کافی کی چوتھی خصوصیت :۔ کافی کے بعد فقہا نے دوسری کتابوں کی طرف رجوع کم کر دیا کہ اس کی ترتیب ان کے لئے مفید اور اس کے مسائل پہ روایات نکالنا آسان تھا۔ محامد متاخرین (علامہ مجلسی، فیض عاملی) کی کتابیں اسی طرز پر لکھی گئی ہیں۔

کتاب کافی کے بارے میں دو غلط فہمیاں

کتاب کافی کے بارے میں دو غلط فہمیوں کا ازالہ انتہائی ضروری ہے۔ کافی کی اہمیت و عظمت کے پیش نظر لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اس کتاب کے بارے میں تو معصوم نے فرمایا ہے "کاف لشیعتنا" کافی ہمارے شیعوں کے لئے کافی ہے۔ حالانکہ یہ جملہ تو معصوم تو معصوم کسی عالم نے بھی نہیں کہا اور نہ ہی کہ مستند عالم یا محدث یا کسی مستند کتاب میں یہ جملہ ملتا ہے۔ کسی کتاب میں بسند یا بلا سلسلہ کبھی کسی نے نہیں لکھا حتی کہ علامہ نوری رح جیسا عاشق کافی بھی اس کی تردید کر چکا ہے۔

دوسری غلط فہمی :۔ دوسری غلط فہمی یہ پائی جاتی ہے کہ کتاب کا تیسرا

حصہ "الروضۃ" شیخ کلینی علیہ الرحمہ کی تالیف نہیں ہے علامہ نوری رح نے اس کی بھی تردید فرمائی ہے۔ خاتمہ مستدرک الوسائل۔ کافی پہ کام ترجمے اور شرحیں: کافی کے اوپر علماء نے کئی طرح سے محنت کی، ترجمے کئے جیسے نواب سید محمد حسین صاحب کوثر کانپوری کا اردو ترجمہ (بعض کتب اصول) اور علامہ ظہور حسین صاحب قبلہ مرحوم متوفی ۱۳۵۸ھ کا ترجمہ

کافی

اصول کافی: آٹھ کتابوں پر مشتمل ہے۔
فروع کافی: اٹھائیس کتابوں پر مشتمل ہے۔

کافی کے ابواب

کافی کی کتابوں کے ماتحت مختلف عنوانات قائم کئے گئے ہیں جن کو ابواب سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اصول کافی پانچ سو ابواب پر اور فروع کافی ایک ہزار سات سو ستر ۱۷۷۰ ابواب پر مشتمل ہے اور پوری کافی میں دو ہزار دو سو ستر ۲۲۷۰ ابواب ہیں جن میں ہر باب کے مناسب احادیث کو اس باب کے تحت درج کیا گیا ہے۔

کافی کی احادیث

اصول کافی میں تین ہزار سات سو تین ۳۷۰۳ حدیثیں ہیں اور فروع کافی میں گیارہ ہزار چار سو ستاون ۱۱۴۵۷ اور کل کافی میں پندرہ ہزار ایک سو ساٹھ ۱۵۱۶۰ احادیث ہیں جس کی تفصیل و ترتیب ہم پچھلے صفحوں میں پیش کر چکے ہیں

اگرچہ اس سلسلہ میں علماء کا اختلاف ہے کچھ علماء نے یہ تعداد (۱۶۱۹۹) سولہ ہزار ایک سو ننانوے اور کچھ نے (۱۶۹۹۰) سولہ ہزار نو سو نوے بھی تحریر کی ہیں، بعض نے دو دو کتابوں کو ایک کتاب شمار کیا ہے۔ مثلاً موجودہ نسخوں میں کتاب العقل والجہل اور کتاب العلم کو جدا جدا تحریر کیا ہے اور نجاشی نے بھی اپنی رجال میں کتاب العقل اور کتاب فضل العلم کو دو کتابیں شمار کیا ہے مگر شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے اپنی فہرست میں ان دونوں کو جدا جدا شمار نہیں کیا بلکہ دونوں کو ایک ہی کتاب شمار کیا ہے کتاب کی کمی اور زیادتی کا اثر ابواب یا احادیث پر نہیں پڑتا اس لئے کہ جن لوگوں نے دو کتابوں کو ایک قرار دیا ہے، انھوں نے دونوں سے کتابوں کے ابواب و احادیث کو ایک ہی کتاب کے اندر مندرج کر دیا ہے، ابو العباس نجاشی اور شیخ الطائفہ نے کافی کی کتابوں کی تعداد رجال نجاشی کے مطابق ۳۱ اور شیخ الطائفہ کے مطابق ۳۰ تحریر کی ہے جیسا کہ ہم نے تحریر کیا ہے کہ کافی کی احادیث شمار میں پندرہ ہزار ایک سو ساٹھ ہیں مگر مُلا محمد باقر بن الحاج امیر زین الدین الموسوی خوانساری نے اپنی کتاب روضات الجنات "فی احوال العلماء والسادات" میں ثقۃ الاسلام کے حالات میں تحریر کیا ہے کہ صاحب لؤلؤۃ البحرین نے ہمارے بعض مشائخ متاخرین سے نقل کیا ہے کہ کافی کی تمام حدیثیں شمار میں سولہ ہزار ایک سو ننانوے ہیں (۱۶۱۹۹)

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ کتاب ہمارے شیعوں بلکہ ملت اسلامیہ کے لئے کافی اور اسم بامسمیٰ کافی ہے اس لئے کہ اس میں عامۃ المسلمین سے عموماً اور عامۃ المومنین کے لئے خصوصاً تمام ضروریات کے متعلق

احادیث کا ذخیرہ اس میں موجود ہے۔ خواہ وہ ضروریات اصول دین سے ہوں یا فروع دین سے یا اخلاق و معاشرت سے ہر شخص اس کتاب کے مطالب پر نظر کر کے اس نتیجے پر پہنچ سکتا ہے کہ یہ کتاب علوم ایک بحر زخار ہے جس میں غوطہ لگا کر بے شمار زر و جواہر حاصل کئے جا سکتے ہیں اس کتاب نے ثقۃ الاسلام کی جلالت قدر اور تبحر علمی کو روز روشن کی طرح واضح و آشکار کر دیا ہے اور ان کی علمی دستگاہ کا ہر موافق و مخالف کو اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

صاحب کافی علماء اہلسنت کی نظر میں

علماء اہل سنت کے بڑے بڑے علماء نے محدث کلینی کی علمی برتری کو تسلیم کیا ہے اور ان علمی جلالت کا اعتراف کیا ہے بلکہ بعض نے تو ان کو تیسری صدی کے مجددین شریعت میں شمار کیا ہے جو ان کی انتہائی جلالتِ قدر پر روشنی ڈالتا ہے۔

۱۔ علامۂ طیبی جو اہل سنت والجماعت کے مشہور عالم ہیں اور علوم عربیہ و معقولات اور معانی و بیان میں تو امام زمانہ اور علامۂ وقت تسلیم کئے گئے ہیں وہ شرح مصابیح میں آنحضرت کی حدیث ان اللہ عزّ وجلّ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مأۃ سنۃ من یجدد لھا خداوند عالم نے اس امت کے لئے ہر صدی کے شروع میں کوئی نہ کوئی مجددِ شریعت معبوث فرماتا ہے، کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں (از روضات الجنات)، اس حدیث میں علماء نے اختلاف کیا ہے کہ اس مجدد سے کیا مراد ہے۔ ہر ایک من یجدد ھا، کا مشارہ الیہ

اپنے مذہب کے موافق قائم آل محمد علیہ السلام کو قرار دیا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ حدیث کو عموم پر محمول کیا جائے اس لئے کہ لفظ من جو حدیث میں ہے وہ واحد اور جمع سب کے لئے بولا جاتا ہے بلکہ فقہا کے ساتھ بھی مخصوص نہیں ہے اس لئے کہ اس گروہ سے اگرچہ امت بہت کچھ فائدہ اٹھاتی ہے مگر ساتھ ہی اس کے اولی الامر اصحاب حدیث قراء واعظین وزہاد سے امت منتفع ہوتی ہے کیونکہ دین اور قوانین سیاست کی حفاظت عدل وانصاف جاری کرنا اولی الامر کا وظیفہ ہے اور قراء واصحاب حدیث سے یہ فائدہ ہے کہ وہ قرآنی آیات واحادیث کو جو احکام شریعت کے ماخذ ودلیل ہیں منضبط کرتے ہیں اور واعظین وزہاد اپنے مواعظ سے فائدہ پہنچاتے ہیں۔ پرہیزگاری اور ترک دنیا کی طرف رغبت دلاتے ہیں اس بنا پر جس مجدد کی طرف حدیث میں اشارہ ہے چاہے کہ وہ فقہ کے ساتھ مخصوص نہ ہو بلکہ ہر صدی کے شروع میں ہر فن کا ایک مجدد مبعوث ہو اس کے بعد علامہ موصوف نے پہلی اور دوسری صدی کے مجددین کا تذکرہ کرکے تیسری صدی کے مجددین کے متعلق تحریر کیا ہے کہ ''اور تیسری کے اولی الامر میں المقتدر باللہ اور فقہا میں ابو العباس شریح الشافعی، ابو جعفر الطحاوی الحنفی، ابن جلال الحنبلی، ابو جعفر الرازی الدماعی اور متکلمین میں ابو الحسن الاشعری اور قرا میں ابو بکر احمد بن موسیٰ بن مجاہد اور محدثین میں ابو عبد الرحمان النسائی مجدد ہوئے۔

بعد ازاں چوتھی اور پانچویں صدی کے مجددین کو بتا کر تحریر کیا ہے کہ یہ سب لوگ اس امت میں مشہور ہوئے ہیں۔

علامہ طیبی نے تیسری صدی کے مشہور فقہا میں جن کو اس صدی کا مجدد شریعت بتایا ہے، ابو جعفر، رازی الامی کا بھی تذکرہ کیا جن سے ثقۃ الاسلام ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی الرازی مراد ہیں۔

(۲) ابن اثیر جزری نے کتاب جامع الاصول میں تحریر فرمایا ہے کہ ابو جعفر محمد بن یعقوب جزری مذہب اہلبیت میں پیشوا اور امام گزرے ہیں ان کے مذہب کے بڑے عالم اور ان کے نزدیک مشہور عالم ہیں اور ان کا ذکر ان لوگوں میں ہوا جو تیسری صدی کے مجدد شریعت تھے۔

(۳) حافظ ابو الفضل شیخ الاسلام شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی جو علماء اہل سنت میں جلیل القدر عالم گزرے ہیں اور خصوصیت سے علم حدیث میں نہایت باکمال اور یکتائے زمانہ سمجھے جاتے ہیں بہت سی کتابوں کے مصنف بھی ہیں کتاب منصبہ میں لکھتے ہیں کہ:۔

"ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی" مقتدر باللہ کے زمانہ میں شیعوں کے رؤسا فضلا سے ہیں اور وہ کلین کی طرف منسوب ہیں جو عراق میں ایک قریہ ہے۔

محدث کلینیؒ علماء شیعہ کی نظر میں

(۱) ابو العباس احمد بن علی بن احمد العباس النجاشی اپنی رجال کی مشہور و مستند کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔ محمد بن یعقوب بن اسحٰق ابو جعفر کلینی الرازی تھے رے میں اپنے زمانہ کے علماء میں شیخ اور ان سے ممتاز تھے اور حدیث میں تمام علماء سے زیادہ باوثوق اور محل اعتماد تھے۔

(۲) شیخ الطائفہ محمد بن الحسن علی الطوسی جو علماء شیعہ میں بڑے جلیل القدر

اور متبحر عالم گزرے ہیں اور حدیث میں بڑے ماہر تھے، کتب اربعہ میں ان کی دو کتابیں جو نہایت مشہور اور معتبر ہیں وہ ثقۃ الاسلام کے متعلق اپنی فہرست میں تحریر فرماتے ہیں کہ وہ:۔

محمد بن یعقوب الکلینی ثقہ اور حدیث کی معرفت رکھنے والے ہیں۔
اور کتاب رجال میں تحریر فرماتے ہیں کہ وہ " محمد بن یعقوب الکلینی جلیل القدر احادیث کے جاننے والے ہیں۔

(۳) عزۃ الملۃ والدین حسین بن عبد الصمد بن محمد الحارثی الہمدانی العاملی جو بڑے متبحر عالم اور شیخ بہائی کے والد تھے کتاب الدرایہ میں ثقۃ الاسلام کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی اپنے زمانہ کے شیخ اور سرآمد علماء وعقلاء میں سے تھے۔ حدیث میں تمام علماء سے زیادہ موثق اور سب سے زیادہ حدیث پرکھنے والے اور سب سے زیادہ حدیث کی معرفت رکھنے والے تھے۔

(۴) مولانا محمد تقی بن مقصود علی المجلسی الاصفہانی جو ملا باقر مجلسی کے والد ہیں اور زبردست عالم ہیں اور حدیث کی مشہور کتاب من لا یحضرہ الفقیہ کے شارح بھی ہیں جس کا نام روضۃ المتقین فی شرح اخبار الائمۃ المعصومینؑ مولانائے موصوف ثقۃ الاسلام کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

اقوال علماء کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو کلینی پر سب سے زیادہ وثوق و اعتماد ہے اور ان کے بعد شیخ صدوق پر اور ان کے بعد شیخ ابو جعفر طوسی پر اگرچہ شیخ ابو جعفر طوسی کا فضل و شرف پوشیدہ

نہیں ہے اور مثل ان کے کسی عالم کے لئے فضل و شرف نہیں لیکن بوجہ کثرت تصانیف کبھی ان سے یا ان کی کتاب کے لکھنے والوں سے سہو بھی واقع ہو جاتا ہے بخلاف کلینی کے انہوں نے اس ایک کتاب (کافی) کو بیس برس کے عرصہ میں تصنیف کیا۔

(۵) محمد باقر بن الحاجی امیر زین العابدین الموسوی الخوانساری روضات الجنات فی احوال العلماء والسادات میں ثقۃ الاسلام کے حالات لکھتے ہیں:۔

ثقۃ الاسلام کی شان ایسی اجل وارفع ہے کہ وہ فریقین کے علماء پہ مخفی رہنے کے قابل نہیں ہے اور ہر صاحب نظر کے نزدیک ان کا فضل و شرف ایسا واضح ہے جس کی روشنی ہمارے درمیان محو نہیں ہو سکتی۔ یہ بزرگوار حقیقت میں امین اسلام اور طریقت میں بڑے بڑے علماء کے ہادی اور رہبر اور شریعت میں جلیل القدر رہیں۔ ان کے ثقہ اور قابل اعتماد ہونے میں کسی ایک شخص کو بھی کلام نہیں ان کا پیشوایان دین کے نزدیک عظیم المنزلت ہونا مسلم ہے۔ ان کے فضل و شرف کے لئے یہ امر کافی ہے کہ علمائے فرقۂ امامیہ نے اس امر پہ اتفاق کر لیا ہے کہ وہ محدثین ثلاثہ میں جنہوں نے کتب اربعہ کو تصنیف و تالیف کیا ہے اور شریعت مطہرہ کے روساء ہیں (ثقۃ الاسلام) سب سے زیادہ ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔

کافی علماء شیعہ کی نظر میں

شمس الملۃ والدین ابو عبد اللہ محمد بن شیخ جمال الدین المکی العاملی الجزینی جو جلیل القدر عالم متبحر تھے اور شہید اول مشہور ہیں انہوں نے اپنے اجازہ میں جو شیخ فقیہ علی بن الخازن الحائری کو عطا فرمایا

تھا کتاب کافی کے متعلق تحریر فرمایا تھا کہ "کافی مثل فرقہ امامیہ میں کوئی کتاب تیار نہیں ہوئی"

(۲) شیخ الاجل زین الدین علی بن احمد بن محمد بن علی جمال الدین العاملی جو شہید ثانی کے ساتھ مشہور ہیں اور جن کی جلالت قدر رفعت شان، متبحر علمی، فضل وکمال کا موافق و مخالف سب کو اعتراف ہے وہ کافی کے متعلق شرح درایۃ الحدیث میں تحریر فرماتے ہیں کہ احکام شریعت کا ان چار سو مصنفات پر دارو مدار تھا جن کو چار سو مصنفین نے حدیث میں لکھا تھا اور ان کا نام اصول اربعاۃ رکھا تھا، انہیں پر ان کا اعتماد تھا، پھر حوادث زمانہ سے اکثر اصول ناپید ہوگئے اور ان اصول کا علماء کی ایک جماعت نے لوگوں کی سہولت کے لئے بطور خلاصہ مخصوص کتابوں میں جمع کر لیا اور جن کتابوں میں یہ اصول جمع کئے گئے ان سب میں محمد بن یعقوب کلینی کی کافی اور شیخ ابو جعفر طوسی کی تہذیب بہتر ہے۔

(۳) شیخ الجلیل علی بن العالی الکرکی العاملی جو بڑے پایہ کے عالم تھے اس اجازہ میں جو انہوں نے قاضی صفی الدین عیسٰی کو عطا فرمایا تھا تحریر فرمایا ہے کہ "جن روایات کا میں اجازہ دیتا ہوں منجملہ ان کے شیخ الامام السعید الحافظ المحدث الثقۃ جامع احادیث اہل بیت ابی جعفر محمد بن یعقوب کلینی کے تمام مصنفات و مرویات ہیں اور وہ (ابو جعفر) حدیث کی ایک بڑی کتاب کافی کے مصنف ہیں جس کے مثل کوئی تصنیف نہیں ہوئی (الی ان قال) اس کتاب میں شریعت کی احادیث اور دین کے اسرار اس قدر جمع ہیں جو اس کے علاوہ اور کسی کتاب میں نہیں ہیں۔

(۴) العلامہ الفہامہ مولانا محمد باقر بن تقی بن مقصود علی الاصفہانی جو علامہ مجلسی مشہور ہیں جن کے تبحر کا ایک زمانہ معترف ہے، ان کے مصنفات میں صرف بحار الانوار ہی ایک ایسی کتاب ہے جو ان کے کمال علمی پر شاہد عادل ہے۔ بڑے باکمال اور وسیع النظر تھے احادیث پر بہت اطلاع رکھتے تھے کافی کے متعلق اپنے خیالات کا ان الفاظ میں اظہار فرمایا ہے کہ :۔

کافی میں اصول سب کتابوں سے زیادہ منضبط اور جمع ہیں اور وہ (کافی) فرقہ ناجیہ کے تمام تالیفات سے بہتر اور بزرگ ہے۔

(۵) مولانا الشیخ خلیل بن غازی القزوینی، جنہوں نے کافی کی ایک شرح عربی میں کی ہے اور فارسی میں اس کا ترجمہ کیا ہے وہ کافی کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ احادیث اہل بیت علیہ السلام کی کتابوں میں کافی سب کتابوں سے عمدہ کتاب ہے۔

کافی کی مقبولیت

کافی کو جس قدر قبولیت عامہ حاصل ہوئی ہے وہ محتاج بیان نہیں ہر زمانہ کے اور ہر فرقے کے علماء خواہ وہ متقدمین ہوں یا متاخرین سب اس کو انتہائی وقعت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اپنے معمولات میں اسی کی طرف رجوع کرتے تھے جب سے یہ کتاب تصنیف ہوئی ہے اس وقت سے آج تک اس کی مقبولیت یکساں رہی ہے بلکہ روز بروز مزید مقبول ہوتی جارہی ہے، تمام علماء امامیہ کا دار و مدار اسی کتاب پر رہا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اس سے زیادہ جامع اور کوئی کتاب

تصنیف بھی نہیں ہوئی اسی لئے اس کی طرف زیادہ توجہ رہی اور بڑے علماء نے اس کی بہت خدمت بھی کی اس کی درس و تدریس ہوتی تھی اور اس کی روایت کے اجازے دیئے جاتے تھے، بڑے بڑے علماء نے اس پر حواشی بھی لکھے ہیں اس کی مشکلات کو حل کرنے کے لئے کتابیں لکھیں اور اس کی شرحیں تحریر کیں دوسری زبانوں میں اس کے ترجمے بھی کئے گئے تاکہ اس کا نفع عام ہو اور ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکے۔

کافی کے محشی اور شارحین

یہاں پر ہم ان علماء کا تذکرہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں جنہوں نے اس کے حواشی یا شرحیں تحریر کیں یا جنہوں نے اس کے دوسری زبانوں میں ترجمے کئے۔ بہت سے علماء نے کافی پر حاشیہ تحریر کئے اور اس کی شرح کی ان میں سے چند کا تذکرہ آپ کے مطالعہ کے لئے ہدیہ ہے۔

(۱) شیخ محمد بن الحسن بن زین الدین العاملی (شہید ثانی)

یہ متبحر عالم تھے، بڑے فقیہ اور محدث تھے، شہید راہ خدا و دین حق تھے، آپ کی بہت سی تصنیفات ہیں حدیث کی مشہور کتاب "تہذیب الاحکام" اور "استبصار" کے شارح بھی ہیں، شاعری سے بھی شوق تھا، آپ کا ایک دیوان بھی ہے۔ جلیل القدر عالم اور خوش تقریر تھے آپ نے اصول کافی پر ایک جامع حاشیہ تحریر فرمایا۔

(۲) شیخ علی بن محمد العاملی

یہ بھی متبحر عالم گزرے ہیں ان کی تصنیفات میں بہت سی کتابیں ہیں انہوں نے کافی کی شرح لکھی جس کا نام الدُّر المنظوم فی کلام المعصوم" ہے یہ شرح مکمل نہ ہو سکی صرف ایک جلد میں کتاب العقل اور کتاب العلم شائع ہوئی۔

(۳) سید بدر الدین بن احمد الحسنی العاملی الانصاری

یہ شیخ بہائی کے شاگرد رشید تھے اور خود بھی بڑے عالم تھے، طوس میں مدرس تھے، مشکل احادیث پر ان کے بہت سے حواشی ہیں انہوں نے ایک لطیف حاشیہ اصول کافی پر بھی تحریر فرمایا۔

(۴) مولانا محمد امین الاسترآبادی

یہ بھی بڑے فاضل اور محدث تھے انہوں نے بھی "اصول کافی" اور "تہذیب" کی شرح شروع کی مگر شاید تمام نہ کر سکے۔

(۵) السید الاجل سید محمد باقر بن شمس الدین محمد الحسینی الاسترآبادی

یہ میر باقر داماد مشہور ہیں معقولات و منقولات دونوں میں یدِ طولیٰ حاصل تھا ہر فن میں کامل دست گاہ رکھتے تھے منطق و فلسفہ میں یگانہ روزگار تھے "الافق المبین" ان کی مشہور کتاب ہے جو ان کے کمال علم پر دلیل روشن ہے یہ شیخ بہائی کے معاصر تھے اور صدر الدین محمد الشیرازی

جو ملا صدرا مشہور ہیں ان کے شاگرد تھے یہ کثیر التصانیف تھے انہوں نے حدیث کی مشہور کتاب "استبصار" کی بھی شرح کی ہے اور "من لا یحضرہ الفقیہ" کی عربی حواشی لکھے ہیں انہوں نے کافی پر بھی حواشی تحریر کئے ہیں اور ان کی کتاب الرواشح السماویہ فی شرح الاحادیث الامامیہ، کافی کی شرح میں مشہور کتاب ہے یہ کتاب طبع ہو چکی ہے اور رام پور کے کتب خانہ میں موجود ہے جس میں کافی کے خطبہ اور دیباچہ کی شرح ہے اس کے ۳۹ الرواشح ہے جس میں فن حدیث کے متعلق بہترین ذخیرہ ہے۔

(۶) صدر الدین محمد بن ابراہیم الشیرازی

یہ ملا صدرا مشہور ہیں بڑے زبردست عالم تھے حکمت میں مہارت تامہ رکھتے تھے "صدرا" ان کی مشہور تصنیف ہے کافی کی بھی انہوں نے شرح کی ہے رام پور کے کتب خانے میں اس کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے جو کافی کے کتاب العقل اور کتاب العلم کی شرح ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شارح نے کتاب العقل اور کتاب العلم کی شرح کو ۱۰۴۴ھ میں تمام کیا۔

(۷) حسام الدین محمد صالح بن احمد المازندرانی

یہ مشہور عالم تھے ملا محمد تقی کے داماد اور ملا باقر مجلسی کے بہنوئی تھے بڑے فقیہ اور محدث تھے ان کی تصانیف میں بہت سی کتابیں ہیں حدیث کی مشہور کتاب من لا یحضرہ الفقیہ، کی بھی انہوں نے شرح کی ہے۔ انہوں نے اصول کافی کی بھی لطیف شرح کی ہے جو نہایت اچھی

شرح سے کہیں کہیں ملا صدرا اور شیرازی کی شرح پر اعتراض بھی کیا ہے۔ رامپور کے کتب خانے میں اس شرح کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے جس میں کتاب العقل والعلم اور کتاب التوحید کی شرح ہے علامہ موصوف کمال درجہ محتاط تھے انہوں نے فروع کافی کے احادیث کی شرح اس خیال سے نہیں کی کہ شاید ان کو مرتبہ اجتہاد حاصل ہو، حالانکہ اصول کی ہی شرح اس امر کو بتاتی ہے کہ علم فقہ میں ان کو کیا رفیع مرتبہ حاصل تھا۔

(۸) رفیع الدین محمد بن السید حیدر الحسنی الطباطبائی

یہ مرزا رفیع نائنی مشہور ہیں ان کا شمار بھی جلیل القدر علماء میں ہے یہ علامہ مجلسی کے مشائخ سے ہیں ان کی تصنیف سے کئی کتابیں ہیں انہوں نے اصول کافی کی بھی شرح لکھی۔ مگر تمام نہ ہوئی۔ رام پور کے کتب خانہ میں اس کا ایک قلمی نسخہ ہے جو ابتدا سے کتاب التوحید باب المعانی" الاسماء واشتقاقہا" تک ہے علامہ موصوف نے کتاب العقل، کتاب العلم، کتاب التوحید، کتاب الحجہ کی شرح کی ہے یہ شرح ایک حاشیہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

(۹) مولانا الشیخ خلیل بن غازی القزوینی

یہ مشہور عالم ہیں شیخ بہائی اور میر باقر داماد کے شاگرد ہیں ان کا مسلک اخباری تھا انہوں نے فخر العلماء خلیفہ سلطان الحسنی الملقب بہ سلطان العلماء کے اشارہ سے ۱۰۶۴ھ میں کافی کی شرح لکھنا شروع کر دی جس کا نام "شافی فی شرح الکافی" رکھا یہ شرح وہ مکمل نہ کر سکے

اور صرف ابواب طہارت کی شرح کی۔

(۱۰) مولانا محمد باقر بن محمد تقی بن مقصود الاصفہانی

یہ علامہ مجلسی کے نام سے مشہور رہیں بڑے متبحر اور جلیل القدر عالم تھے ان کے تبحر علمی کا ہر شخص معترف ہے علم حدیث میں تو یہ امام وقت تھے انہوں نے احادیث و علوم شریعہ کی جس قدر اشاعت کی وہ اپنی نظیر آپ ہے یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ انہوں نے اپنے زمانہ میں علوم کے دریا بہا دیئے اور احادیث کی تو اس قدر خدمت کی شاید ہی کسی نے کی ہو فارسی میں ترجمے کئے ان کی کتاب "بحار الانوار" بڑی مکمل و مبسوط کتاب ہے جو علامہ موصوف کے محدث کامل ہونے پر شاہد عدل ہے علامہ موصوف نے کافی کی شرح بھی کی ہے جس کا نام "مرآۃ العقول فی شرح اخبار الرسول ہے" یہ شرح نہایت جامع اور مبسوط شرح ہے اور میرے خیال میں اس شرح سے بہتر کوئی شرح نہیں ہے علامہ موصوف نے ہر حدیث کے ساتھ یہ بھی تحریر کر دیا ہے کہ یہ حدیث کس قسم کی ہے۔

کافی کے مترجمین

بہت سے علماء نے کافی کا دوسری زبانوں میں ترجمہ بھی کیا تاکہ جو لوگ عربی نہیں جانتے وہ بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔ اس مقام پہ ہم چند مترجمین کا ذکر کر رہے ہیں:۔

(۱) مولانا الشیخ خلیل بن غازی القزوینی

انہوں نے کافی کی شرح عربی میں بھی کی ہے جس کا نام "شافی" ہے علامہ موصوف نے کافی کا فارسی میں ترجمہ کیا جس کا نام "الصافی شرح فی الکافی" رکھا اور اس کے ترجمہ کا سبب یہ ہوا کہ ۱۰۶۴ھ میں سلطان محمد المقلب بہ شاہ عباس الثانی الحسینی الموسوی الصفوی قزوین تشریف لائے۔ اس زمانہ علامہ موصوف عربی میں شافی تحریر فرما رہے تھے جب شاہ کو یہ معلوم ہوا کہ علامہ شرح کافی لکھ رہے ہیں تو انہوں نے فارسی میں ترجمہ و شرح کرنے کی فرمائش کی اور علامہ موصوف نے صافی شروع کی اور غالباً اسی وجہ سے "شافی" مکمل نہ ہو سکی اور نا تمام رہ گئی علامہ موصوف نے بیس برس میں کافی کا ترجمہ کیا گویا جتنے دنوں میں کافی تصنیف ہوئی اتنے ہی دنوں میں اس کا ترجمہ بھی ہوا۔

(۲) حیدرآباد کے ایک عالم

ایک صاحب جن کا تعلق حیدرآباد دکن سے تھا یا وہاں ان کا قیام تھا انہوں نے کافی کی کتاب "الکفر والایمان" کے کچھ ابواب کا اردو میں ترجمہ کیا تھا۔ علامہ مولانا ظہور حسین صاحب نے کافی کا اردو ترجمہ کیا تو موصوف نے اپنا ترجمہ بھیج دیا ترجمہ مطلب خیز و اچھا تھا افسوس ہے مترجم صاحب کا نام معلوم نہ ہو سکا اس واقعہ کو محقق خبیر مولانا حکیم سید ذوالفقار حسین صاحب قبلہ مدظلہ نے

اپنے ایک کتابچہ بنام ثقۃ الاسلام کلینی اور کافی" میں تحریر فرمایا ہے۔

(۳) آیۃ اللہ مولانا السید ظہور حسین ابن السید فرزند علی البارھوی۔

یہ جلیل القدر اور متبحر عالم تھے جو قوم میں ظہور الملت کے نام سے مشہور تھے۔ بالخصوص علم الکلام اور معقولات میں مہارت تامہ رکھتے تھے کتاب "عرق جنب بجرام" اور کتاب "اصالت برأت" اور کتاب الدار المنتظم" فی حل الجذر الاصم" علامہ موصوف نے اصول کا ترجمہ بھی شروع کیا جس کا نام القول الشافی فی حل اصول الکافی ہے" اس ترجمہ کا سبب یہ ہوا کہ نواب حامد علی خان مرحوم فرمانروائے ریاست رامپور نے علامہ موصوف سے فرمائش کی کہ احادیث کی کتب اربع کا اردو میں ترجمہ کر دیا جائے تاکہ اس سے اردو داں بھی فائدہ اٹھا سکیں کافی چونکہ کتب اربعہ میں سب سے پہلی کتاب ہے اس لئے علامہ موصوف نے اس کا ترجمہ شروع کیا" ور کتاب الایمان والکفر" سے ترجمے کی ابتدا کی جس قدر ابواب کا ترجمہ طبع ہوا ہے اسی قدر ترجمہ بھی ہوا تھا چونکہ نواب صاحب نے یہ فرمائش کر دی کہ اردو میں ایک ایسی کتاب لکھ دی جائے جس میں مذہب امامیہ کی کل ضروریات ہوں چنانچہ علامہ موصوف نے اس کتاب کی تالیف کا سلسلہ شروع فرمایا اور نواب مرحوم کے نام کی مناسبت سے اس کا نام "جامع حامدی" رکھا اور اسے اٹھارہ قسطوں پر تقسیم کیا اس کے چار حصے طبع ہو کر شائع ہو گئے "التوحید" "العدل" "النبوت" "امامہ" خصائص معاویہ۔ اگر چہ جامع حامدی کی تالیف نہایت مفید تھی مگر اس کا افسوس ہے کہ کافی کا ترجمہ ناتمام رہ

گیا اگر وہ پورا ہو جاتا تو ایک بڑا علمی ذخیرہ اردو میں ہو جاتا، ترجمہ جس قدر بھی شائع ہوا ہے وہ بہترین ہے صفحہ کے شروع میں اصل عربی عبارت ہے اس کے نیچے ذرا جلی قلم سے ترجمہ ہے اس کے بعد ایک خفی قلم سے حاشیہ لکھا گیا ہے جو ایک شرح کی حیثیت رکھتا ہے اور نایاب چیز ہے علامہ موصوف کی وفات ۲۴ دسمبر ۱۹۳۸ء بروز شنبہ بوقت عصر بمقام لکھنؤ ہوئی اور جوار مقدس سید الشہدا کربلا معلیٰ میں دفن ہوئے۔

(۴) مولانا السید یوسف حسین ابن حاجی سید مرتضیٰ حسین امروہوی

مولانا موصوف نے بھی اصول کافی کا ترجمہ کیا ہے مگر نہایت مختصر موصوف کا ترجمہ انجمن یوسفیہ میرٹھ کے ماہوار رسالہ "ہادی" میں جو مولوی محمد ممتاز حسین صاحب نقوی امروہوی اس میں ترجمہ بھی شائع ہوا ہے موصوف نے کافی کے دیباچہ اور کتاب العقل والجہل کے بعض احادیث کا ترجمہ کیا ہے مگر افسوس ہے کہ یہ ترجمہ مکمل نہ ہو سکا، ترجمہ جس قدر بھی شائع ہوا ہے اچھا ہے اور جابجا حواشی ہیں، یہ ترجمہ ۱۹۵۳ء میں شائع ہونا شروع ہوا اور مطبع احسن المطابع میرٹھ میں طبع ہوا۔

(۵) شمس الواعظین ادیب اعظم مولانا سید ظفر حسن امروہوی

پاکستان میں آپ نے ۷۶ سال کی عمر میں اصول کافی کا ترجمہ کیا، اس ترجمہ میں مفید توضیحات و تشریحات بھی موجود ہیں اور ترجمہ کے ساتھ ساتھ متن بھی ہے۔

(۶) علامہ سید نجم الحسن کراروی

علامہ سید نجم الحسن کراروی نے کافی کی بعض جلدوں کا ترجمہ کیا ہے یہ ترجمہ نہایت احسن اور صاف ہے۔ آپ نے نہایت ژرف بینی اور صحت کے ساتھ اس کا ترجمہ کیا ہے۔ کتاب الایمان والکفر اور بعض دوسرے ترجمے۔ ان تراجم میں ملا خلیل کا ترجمہ معہ شرح بہت اچھا اور نصف سے زائد کتاب پر مشتمل ہے۔ نول کشور پریس سے بھی چھپ چکا ہے اور الصافی کے نام سے مشہور ہے ان کے علاوہ عبدالعزیز جواہر کلام تے تکمیل وناتکمیل اٹھارہ شرحوں کے نام لکھے ہیں۔ وہ بے شمار حواشی جو مخطوط و مطبوع کتابوں پہ ہیں ان کا اندازہ لگانا اور نام گنانا آسان نہیں۔

تجرید و خلاصے:۔ مفتی محمد عباس اعلی اللہ تعالی مقامہ متوفی ۱۳۰۶ھ نے اصول دین، معارف و اخلاق و مواعظ پہ روایات کافی کو جمع کر کے "انہار الانوار"، "جوامع الکلم" اور "جواہر الکلام" کے نام سے ایک خلاصہ مرتب فرمایا ہے۔ علامہ محمد شفیع بن محمد مقیم نے اصول کافی کے کتب سے اسانید کو حذف کر کے احادیث کو منتخب کیا ہے یہ نسخہ بخط شیخ اسحٰق بن علم الہدیٰ بن محسن فیض کے قلم سے ۱۱۲۰ھ میں تحریر کیا گیا اس کا ایک ایک نسخہ شیخ عباس رہ قمی کے کتب خانے میں تھا الذریعہ جلد دوم صفحہ ۲۵۴) اس کا نام ہے "انیس الاستغفار"

ثقۃ الاسلام یعقوب کلینی علیہ الرحمہ کے کمال علم و فضل معجزہ یہ ہے کہ اہل سنت کے علماء بھی آپ کی برتری و عظمت کا اعتراف کرتے

پر مجبور تھے چنانچہ جزری اور طیبی جیسے مقتدر اور یگانہ روزگار علماء اہل سنت نے آپ کو تیسری صدی ہجری میں شریعت کا مجدد قرار دیا ہے۔
آپ کے دور میں ہی غیبت حضرت امام مہدی علیہ السلام واقع ہوئی جس میں چند خاص افراد کے سوا کسی کو حضوری خدمت اور کسب سعادت کا فیض براہ راست نہیں حاصل ہوتا تھا لیکن جذبہ صادق رکھنے والے اس عالم میں بھی خدمت امام سے کسب سعادت حاصل کیا کرتے تھے۔
چنانچہ محدث کلینیؒ بھی شہادت امام حسن عسکری علیہ السلام کے بعد اگرچہ باقاعدہ طور سے صاحب العصر علیہ السلام کے نائبین خاص کی خدمت میں تحصیل علوم کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے لیکن خاص خاص اور اہم نکات نائبین کے ذریعے امام کی خدمت میں بھی پیش کرکے تحصیل سعادت کیا کرتے تھے اور یہ شرف صرف خاص اور مخصوص اصحاب ہی کو عطا کیا جاتا تھا۔ بہرحال ایک جوہر قابل کے لئے معصومین کی صحبت ہی کمال علم کے کافی ہوسکتی ہے خواہ وہ کتنی ہی مختصر مدت کے لئے کیوں نہ ہو۔ محدث کلینی علیہ الرحمہ کو یہ شرف بھی حاصل ہوا اور ائمہ علیہم السلام کے بعد بغیر کسی شک اور تردید کے نائبین خاص کی ذات گرامی ہی مرکز علوم وفنون تھی اور محدث مستقل طور پر ان سے کسب علوم میں مشغول رہے، خداداد صلاحیتوں نے ساتھ دیا اور حلقۂ علماء نے متفقہ طور پہ آپ کی بزرگی وبرتری تسلیم کرلی اور آپ ثقۃ الاسلام جیسے قابل قدر وقابل فخر لقب سے مشہور ہو گئے۔ فن حدیث سے آپ کو فطری طور پہ خاص لگاؤ تھا یہی وجہ تھی کہ آپ اس فن کی طرف بڑے انہماک سے متوجہ رہتے تھے۔ اور اس

درجہ کمال تک پہنچ چکے تھے کہ اپنے دور کے بہترین اور معتبر ترین محدث تسلیم کر لئے گئے۔ اس شغف اور توجہ کا نتیجہ تھا کہ آپ تعلیم سے فراغت کے بعد سب سے پہلے احادیث کو جمع کرنے کی طرف متوجہ ہوئے اور بیس سال کی مسلسل جد وجہد اور محنت شاقہ کے بعد "کافی" جیسی کتاب فن حدیث میں مرتب کی جو اس وقت سے لے کر آج تک یکساں طور پر مستند اور مسلّم سمجھی جاتی ہے اس کتاب کو ایک شرف اور خصوصیت یہ بھی حاصل ہے کہ اس کے لئے امام عصر علیہ السلام سے بھی تصدیق اور تائید حاصل کی تھی اب تک محدث کلینی علیہ الرحمہ اپنی تمام دشواریوں کو حضور امامت میں پیش فرماتے رہے چنانچہ کافی کو بھی خدمت امامؑ میں پیش کیا اور امام علیہ السلام نے "کاف لشیعتنا" کا ہمارے شیعوں کے لئے کافی ہے کی سند دی۔ حقیقت یہ ہے کہ کافی کی ترتیب و تدوین اپنے وقت کی عظیم ترین خدمت تھی اس وقت تک حدیث کا پورا خزانہ چار سو جلدوں میں بکھرا ہوا تھا جسے اصحاب ائمہ نے مختلف زمانوں میں مرتب کیا تھا اور یہی کتابیں اصول اربعمائۃ کے نام سے مشہور تھیں لیکن طالبان فن حدیث کے لئے حدیث کی ان چار سو جلدوں کو اکٹھا کرنا دشوار ہی نہیں بلکہ محال ثابت ہوا کرتا تھا ضرورت تھی کہ اس بکھرے ہوئے خزانے کو ایک جگہ سمیٹ دیا جائے تاکہ اس سے صحیح معنوں میں استفادہ کیا جا سکے اور اس ضرورت کو محدث کلینی علیہ الرحمہ نے پورا کر دیا جس کے لئے پورا عالم اسلام ہمیشہ ان کا ممنون رہے گا۔ "کافی" میں کل سولہ ہزار ایک سو ننانوے حدیثیں ہیں یہ تعداد اہل سنت کی صحاح ستہ کی مجموعی تعداد سے بھی زیادہ ہے یہ تمام حدیثیں پچاس مختلف ابواب میں تقسیم ہیں اور ہر حدیث

کے زاویوں کا سلسلہ ائمہ معصومین تک مسلسل ذکر کیا گیا ہے اس سے اگر حدیثوں کا پورا ذخیرہ ہمارے سامنے آگیا تو فائدہ یہ بھی ہوا کہ ان حدیثوں کے راوی بھی سامنے آ گئے اس طرح حدیثوں کی اہمیت اور حیثیت اور ان کی قوت وضعف کا فیصلہ بھی آسان ہوگیا اور اس میں شک نہیں کہ ایک بہت بڑا کام پورا ہوگیا اس دور میں مرکزیت اگر کسی شہر کو حاصل ہو سکتی تھی تو وہ بغداد ہی تھا یہاں ہر فن کے علماء و فضلاء کا مجمع رہتا تھا علوم وفنون کے بازار گرم تھے بعض عام اور بڑی درس گاہیں تھیں چنانچہ محدث کلینی علیہ الرحمہ نے بھی مستقل قیام کے لئے بغداد ہی کو منتخب کیا چنانچہ آخر وقت تک آپ یہیں مقیم رہے اور یہیں ماہ شعبان ۳۲۹ھ ہجری میں وفات بھی پائی اور شہر کوفہ کے ایک دروازہ پر جو "باب الجسر" کے نام سے مشہور ہے دفن کئے گئے۔ قبر کے اوپر تختی نصب ہے جس پر آپ کا نام کندہ ہے اور ایک عظیم الشان قبہ بنا ہوا ہے اس قبہ کی تعمیر کا ایک اہم تاریخی پس منظر ہے جو ایک عظیم ترین معنویت کا حامل ہے۔

کلینی علیہ الرحمہ کی روحانیت و بزرگی

معتصم عباسی کے دور میں شیعوں کا یہ عقیدہ مشہور ہو چلا تھا کہ ائمہ اہل بیت الطاہرین علیہ السلام کا جسد اطہر بعد وفات بھی اسی طرح صحیح وسالم رہتا ہے جیسا حیات میں کسی طرح کا تغیر نہیں ہوتا رفتہ رفتہ اس کی خبر سلطان وقت تک پہنچی اس نے ثبوت اور تصدیق کے لئے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی قبر اطہر کھدوانے کا ارادہ ارادہ کیا یہ واقع انتہائی سخت اور ناقابل برداشت تھا۔

علمار امامیہ میں ہلچل شروع ہوگئی یہ دور شیعوں کے لئے بے چارگی اور مجبوری کا دور تھا اس کے پیش نظر شاہ وقت کو اس کے ارادہ سے باز رکھنے کی کوئی تدبیر بھی نہیں تھی آخر علمار شیعہ میں سے ایک بزرگ عالم نے خلیفہ وقت سے ملاقات کی فرمایا کہ ہمیں تیرے ارادہ کی اطلاع ملی ہے لیکن تجھے یہ نہیں معلوم کہ اصحاب امامیہ آئمہ الطاہرین کی طرح علمار کے بارے میں بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں اگر تجھے تصدیق ہی منظور ہے تو امام ہمام کے بجائے کسی شیعہ عالم کی قبر کھودے تجھے حقیقت حال معلوم ہو جائے گی۔ خلیفہ اس امر پر راضی ہوگیا اپنے امرار اور ندمار کے ساتھ محدث کلینی کی قبر پر پہنچا۔ بیلدار طلب کئے گئے قبر کھودی گئی تختے ہٹائے گئے مجمع سانس روکے ہوئے منتظر تھا قبر کھلی تو ایک بارگی بہت سی نگاہیں متوجہ ہوگئیں جو کچھ نظر آیا وہ پورے مجمع کی توقع کے خلاف تھا میت اس طرح رکھی ہوئی تھی گویا ابھی ابھی قبر میں اتاری گئی ہو کفن تک میلا نہ ہوا تھا دیکھنے والے دم بخود رہ گئے خلیفہ اس واقعہ سے اتنا زیادہ متاثر ہوا کہ فوراً قبر پر قبہ تعمیر کرنے کا حکم دے کر اپنی عقیدت کے اعتراف کے لئے مجبور ہوگیا وہی قبہ ہے جو آج تک باقی ہے۔ اور شیعوں کے عقائد کی ایک مضبوط، ٹھوس اور ناقابل تردید شہادت بھی ہے۔

محدث کلینی علیہ الرحمہ نے کل بہتر سال کی عمر پائی، امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات سے تین سال قبل پیدا ہوئے چنانچہ جب وقت غیبت صغریٰ شروع ہوئی آپ کی عمر ۹ سال تھی۔ امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت سنہ ۲۶۰ھ میں ہوئی۔ آپ کی شہادت کے بعد محدث ۶۹ سال اور

زندہ رہے اس طرح آپ کی مدت حیات زمانہ امام حسن عسکری علیہ السلام سے پورے زمانۂ غیبت صغریٰ تک ہے آپ کی مشہور ترین تصنیف کافی ہے جو فن حدیث سے تعلق رکھتی ہے آپ کی دوسری تصنیفوں کی وہ شہرت اور عظمت نہیں حاصل ہوسکی جو کافی کو حاصل ہوئی اور حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کی تصانیف میں اگر کافی کے علاوہ کوئی اور کتاب نہ ہوتی جب بھی یہی ایک کتاب آپ کی علمی بزرگی اور برتری کے ثبوت کے لئے کافی تھی۔

ثقۃ الاسلام کلینی علیہ الرحمہ کی پوری زندگی دین کی خدمت میں بسر ہوئی۔ آپ احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے مختلف ممالک اور مختلف شہروں اور دیہاتوں کا سفر کیا اور جہاں سے اور جس جس عالم، محدث اور تبع تابعین سے احادیث ملیں انہیں یکجا کیا اس سلسلے میں آپ نے بے پناہ مشقتیں برداشت کیں، طویل ترین سفر کئے اور اپنی زندگی کا ایک بڑا اور بیش قیمت حصہ احادیث کی جمع آوری میں اور اسے ضابطہ تحریر میں لانے اور تدوین میں بسر کیا۔

آپ کی سعی پیہم اور خدمات جلیلہ کا دنیا کے تمام محدثین وعلماء وفقہاء معترف ہیں اور تا حد بصیرت ان کی عظمت و بزرگی کے قائل و معترف ہیں۔ ذیل میں ہم ان علماء کرام و محدثین کی گرانقدر آراء محدث کلینی علیہ الرحمہ کے بارے میں پیش کر رہے ہیں اگرچہ ہم اس سے پہلے بھی کچھ علماء کی آراء پیش کر چکے ہیں لیکن دیگر کتب سے بھی کچھ حوالے قند مکرر کے طور پہ پھر پیش کر رہے ہیں۔

علامہ کلینیؒ کے بارے میں علماء و محدثین کی آراء

تمام مکاتب فکر کے علماء اور ان کے رشحات قلم اور کتب سیر و تواریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ محدث کلینی علیہ الرحمہ فریقین کے نزدیک صاحب عزو وقار اور محترم و عالی قدر تھے۔

ابن اثیر جزری نے جامع الاصول میں آپ کو قرن ثالث کا مجدد مذہب قرار دیا ہے۔ جبکہ قرن دوم کا مجدد حضرت امام رضا علیہ السلام کو قرار دیا ہے اور قرن چہارم کا مجدد مرتضیٰ علم الہدیٰ کو شمار کیا ہے (یہ امر باعث وضاحت و تشریح طلب ہے کہ مجدد کی اصطلاح و نظریہ ہمارا نہیں بلکہ برادران اسلامی کا ہے وہ اس سلسلے میں ایک حدیث بھی بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"ان اللہ یبعث ھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد دھا فلا تغفل"

ابن حجر عسقلانیؒ نے لسان المیزان میں۔ طیبی نے شرح مشکوٰۃ میں۔ زبیری نے تاج العروس میں علامہ کلینی علیہ الرحمہ کا ذکر بڑے وسیع الفاظ و احترام سے کیا ہے۔

علامہ باقر مجلسی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں (شرح کافی کے آغاز میں) میں نے شرح کافی کو اس لئے شروع کیا کہ وہ اضبط و اجمع و احسن مؤلفات فرقہ ناجیہ سے ہے اور آپ کے والد بزرگوار نے فرمایا شروع شرح عربی فقیہہ میں جو مسمیٰ بہ روضۃ المتقین ہے جو ظاہر ہوتا ہے تتبع سے یہ ہے کہ اعتماد کلینیؒ پر اکثر ہے اور بعد اس کے صدوق علیہ الرحمہ پر

اور بعد اس کے شیخ پر ہر چند فضل شیخ کا مخفی نہیں ہے اور کسی کو وہ فضیلت نہیں ہے لیکن باعتبار کثرت تصانیف کے کبھی سہو واقع ہوتا ہے، بخلاف کلینیؒ کے انہوں نے کافی کو بیس برس میں لکھا اور فرمایا ہے فائدہ یازدہم میں اپنی شرح فارسی کے کہ اس طرح احادیث ثلاثہ محمد بن یعقوب کلینی و محمد بن بابویہ قمی بلکہ جمیع احادیث ان کی کہ کافی و من لا یحضرہ الفقیہ میں ہیں سب کو صحیح کہہ سکتے ہیں اس لئے شہادت ان بزرگوار کی کمتر شہادت رجال سے نہیں ہے یقیناً بلکہ بہتر ہے تا آخر کلام اور رجال علامہ طباطبائی میں ہے کہ کافی میں اتنی حدیثیں ہیں جو زیادہ ہیں مجموع احادیث و صحاح ستہ اہل سنت سے۔ اور لؤلؤۃ البحرین سے نقل کرتے ہیں کہ جمیع احادیث کافی سولہ ہزار ایک سو ننانوے ہیں اور کلینی علیہ الرحمہ نے ۶۹ برس بعد امام حسن عسکری علیہ السلام کے انتقال کیا اور سنہ انتقال حضرت کا ۲۶۰ھ تھا پس ظاہر یہ ہے کہ تمام زمانہ غیبت صغریٰ انہوں نے درک کیا بلکہ بعض ایام عسکری علیہ السلام اور لؤلؤۃ البحرین میں بعد بیان فضائل تاریخ وفات کلینیؒ ۳۲۹ھ لکھا ہے اور لکھتے ہیں کہ گزر چکا کہ موت علی بن الحسین یعنی والد صدوق اسی سنہ میں واقع ہوئی اور اسی سنہ میں علی بن محمد آخر سفراء امام زمان نے انتقال کیا اور سفارت منقطع ہوئی۔ کرامت اس جناب کی روضات الجنات میں کتاب منیۃ المرتاد فی ذکر نفاۃ الاجتہاد محدث نیشاپوری یعنی میرزا محمد اخباری رحمۃ اللہ سے نقل کی ہے کہ حکایت کی گئی ہے کہ کتاب ان کی عرض کی گئی امام زمان علیہ السلام پر حضرت نے فرمایا کہ "کافٍ لشیعتنا" یعنی کافی ہے ہمارے شیعوں

کے لئے۔

منتہی المقال میں ہے کہ سنہ وفات میں ان کے منقطع ہوئی سفارت بسبب موت علی بن محمد السمری کے اور واقع ہوئی غیبت کبریٰ اور کہا جاتا ہے کہ وہ کافی جس کا مثل اسلام میں تصنیف نہیں ہوا، عرض کیا گیا قائم الصلوٰۃ اللہ علیہ پر اور اس جناب نے پسند فرمایا اسے اور اسی کتاب و نیز روضات الجنات ولؤلؤۃ البحرین میں ہے کہ نقل کیا ہے علامہ سید ہاشم بحرانی نے اپنی کتاب روضۃ العارفین میں بعد ذکر ترجمہ شیخ مذکور کے کہ حکایت کی ہے بعض ثقات نے ہمارے معاصرین سے کہ بعض حکام بغداد نے عمارت قبر محمد بن یعقوب کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ عمارت کیسی ہے، کسی نے کہا قبر ہے بعض شیعہ علماء کی اس نے اس کو گرانے کا حکم دیا جب قبر کھودی گئی تو دیکھا ان کو کہ کفن تک متغیر نہیں ہوا ہے اور ایک بچہ ساتھ ان کے اپنے کفن میں مدفون ہے جو متغیر نہیں ہوا پس حکم دیا اس نے ان کے دفن کا اور ایک قبہ بنوا دیا۔ یہی روایت شیخ یوسف بحرانی نے بھی بیان کی ہے۔ علامہ آقا دربندی رحمۃ اللہ نے اکسیر العبادات، ضمن احوال جناب قاسم میں اس حکایت کی طرف اشارہ کیا ہے اور نجم الثاقب آخر قصۂ جزیرۂ خضراء میں محدث جلیل مولانا حسین نوری دام ظلہٗ نقل فرماتے ہیں اور یہ جزیرہ اولاد جناب صاحب الزمان علیہ السلام کا ہے۔ شیخ زین الدین علی بن فاضل مازندرانی کہتے ہیں کہ میں نے نہ دیکھا کہ وہاں کسی کا نام علماء امامیہ سے لیتے ہوں مگر پانچ شخص کا، سید مرتضیٰ موسوی، شیخ ابو جعفر طوسی، محمد بن یعقوب کلینی، ابن بابویہ، شیخ ابوالقاسم جعفر بن اسمٰعیل حلی یعنی محقق۔

مولانا سید محمد مرتضیٰ جونپوری" مفتاح الشفاعہ فی اقامۃ الصلوٰۃ والجماعۃ" میں مطبع ریاض رضا لکھنو ۱۳۱۳ھ صفحہ ۱۲۶ سے ۱۲۸ تک تحریر فرماتے ہیں کہ جناب کلینیؒ اوثق الناس حدیث میں صاحب روضات بعد کچھ اقوال دیگر علماء کے تحریر فرماتے ہیں کہ جناب کلینیؒ اجل واعظم تھے اس سے حال ان کا مخفی رہے اشخاص فریقین پر اور نہیں ہے ان کی وثاقت میں کلام کسی کو اور اتفاق طائفہ ہے کہ وہ بزرگوار اوثق محدثین ثلثہ یعنی صاحبان کتب اربع تھے۔

نجاشی نے رجال میں آپ کا تذکرہ ان الفاظ کے ساتھ کیا ہے "شیخ اصحابنا فی وقتہ جالرائے و وجھم وکان اوثق الناس فی الحدیث اتتبھم" وہ اپنے وقت میں ہمارے علماء رتبے میں بزرگ رئیس تھے اور حدیث میں سب لوگوں سے زیادہ قابل وثوق واعتماد تھے۔

علامہ حلی نے خلاصۃ رجال باب محمد ص۱۴۵ مطبوعہ الحیدریہ نجف ۱۳۸۱ھ تحریر فرمایا ہے "محمد بن یعقوب بن اسحاق ابو جعفر کلینی حدیث میں اوثق الناس تھے۔

اعیان الشیعہ میں سید محمد محسن الامین الحسنی العاملی نے کتاب کی جلد اول صفحہ ۵۵ میں تحریر فرماتے ہیں آپ حدیث میں اوثق ثقہ، اور عارف بلا اور مجدد مذہب امامیہ تھے۔

مجالس المومنین میں حضرت شہید ثالث علیہ الرحمہ صفحہ ۱۸۸ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"رئیس المحدثین شیخ الحافظ محمد بن یعقوب بن اسحق کلینی الرازی اوثق واثبت الشان بودہ و در حدیث کتاب جامع کافی راکہ تخمیناً

ہشتاد ہزار بیت است در مدت بست سال تالیف نمودہ و در سال سیصد و بست و ہشت در بغداد رحلت فرمود محمد بن جعفر الحسینی کہ از اشراف بغداد بود بر او نماز گزارد و در مقبرہ باب الکوفہ مدفون شد۔ شیخ نجاشی گفتہ کہ او را غیر کتاب جامع کافی و دیگر مصنفات ہست مانند کتاب رد بر قرامطہ و کتاب رسائل آئمہ علیہم السلام و کتاب تعبیر خواب و کتاب رجال و کتاب اشعاری کہ در مدح اہل بیت علیہم السلام گفتہ۔

علاوہ ازیں قصص العلماء میں، فہرست طوسی ت ۴۳۶ میں شیخ طوسی نے انہی الفاظ بلکہ ان سے بھی زوردار الفاظ کے ساتھ ان کا تذکرہ کیا ہے۔

سید جلیل ابن طاؤس نے کشف المحجہ میں الشیخ المتفق علی ثقتہ وامانتہ محمد بن یعقوب الکلینی وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہے۔ علاوہ ازیں شیخ اسد اللہ شوستری نے اپنی کتاب مقالیس الانوار، علامہ مجلسی نے مراۃ العقول مولانا سید محمد باقر خوانساری نے روضات الجنات میں تحریر فرمایا ہے بزرگوار اسلام کے امین طریقت میں علمائے اسلام کے رہبر اور شریعت میں جلیل القدر پیش رو ہیں اور ان کی وثاقت و رفعت و منزلت میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ حضرت شیخ عباس قمی نے بھی آپ کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے اور شایان شان نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے ان تمام علماء و محدثین کی آراء ہم نے نہایت اختصار سے پیش کیا ہے، اگر ان طویل آراء کو تفصیل سے شائع کیا جائے تو اس کے لیے ایک علیحدہ کتاب درکار ہے۔

حدیث کے اس عظیم الشان مجموعہ کے بے شمار تراجم دنیا کی مختلف زبانوں میں ہو چکے ہیں جس میں انگریزی، اردو اور فارسی شامل

ہے۔ اردو میں شمس العلماء خطیب اعظم مولانا سید ظفر حسن امروہوی مرحوم نے اور علامہ نجم الحسن کراروی طاب ثراہ نے اصول کافی کا ترجمہ فرمایا ہے۔

انگریزی میں دیگر تراجم کے علاوہ پاکستان میں ڈاکٹر سید محمد حسن رضوی نے اس کا ترجمہ کیا ہے جسے خراسان اسلامک ریسرچ سینٹر نے شائع کیا ہے۔ البتہ فارسی زبان میں اس کے کئی ایک ترجمے ہو چکے ہیں جسے قم جمہوری اسلامی ایران کے کئی انتشارات نے شائع کئے ہیں۔

کافی کے اردو ترجمے اور اس کی ضرورت

اردو زبان میں کافی کے جو دو ترجمے شائع ہوئے ہیں اس کی ضرورت ہر دو لحاظ سے انتہائی ضروری ہے۔ اس سلسلے میں علامہ سید غلام حسین کشوری مرحوم نے اس پر استغفار الاسلام جلد ۲ میں مفصل بحث فرمائی ہے ترجمہ کے متعلق کچھ لوگوں کی رائے یہ ہے کہ ترجمہ انتقال مفہوم کا نام ہے لہٰذا ترجمے سے اصلی عبارت کی روح مجروح ہوتی ہے لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عربی زبان سے نابلد افراد اس وقیع و معتبر کتاب سے کس طرح استفادہ کریں۔ بہر حال جس امر پر محققین کی رائے مستقر ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ ہر چند تراجم میں بعض ضرر رساں پہلو بھی ہیں مگر مجموعی طور پر افادیت والا پہلو ہی بھاری ہے یہی وجہ ہے کہ آج دنیا کی متمدن قومیں اپنے اکابرین کے رشحات قلمی اور تحریری اثاثوں کارناموں کے تراجم شائع کر کے ابنائے قوم و وطن کو ان سے متمتع ہونے کے مواقع فراہم کرتی ہیں اس لئے

اس امر کی سخت ضرورت ہے کہ ہر فن میں ہمارے علماء اعلام نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ہوں ان کے تراجم کرا کے افراد قوم اور ابنائے وطن کو روشناس کرایا جائے اور اپنے بزرگ اکابرین علماء ومفکرین، مفسرین و محدثین کے ذخیرہ علمیہ سے کما حقہ استفادہ کیا جائے اور ان کے علمی آثار سے فیضیاب ہونے کا اہتمام، انتظام والفرام کیا جائے، لہٰذا شاید اسی ضرورت کے پیش نظر اس کا اردو فارسی اور انگریزی میں ترجمہ ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ علامہ کلینی علیہ الرحمہ کی یہ معرکتہ لآرا احادیث کا مجموعہ ہو کر دیگر کتب اربع من لا یحضرہ الفقیہ، تہذیب اور استبصار کا ترجمہ مکمل نہیں ہو سکا اور اگر ہوا بھی ہے تو وہ عامتہ المسلمین میں متعارف نہ ہو سکا جبکہ صحاح ستہ کے اردو زبان میں متعدد تراجم لکھے جا چکے ہیں مگر ہماری کتب اربع پہ شایان شان طریقہ پہ کام نہیں ہو سکا۔ جبکہ ہمارے مذہب امامیہ کی یہی چار بنیادی کتابیں ہیں جن پہ فقہ جعفری کا مدار ہے۔

کافی کے ابواب

علامہ محمد بن یعقوب کلینیؒ نے گیارہ سو سال سے زیادہ عرصہ قبل جس حسن خوبی کے ساتھ اصول کافی کی ترتیب و تالیف کا فرض انجام دیا اس زمانہ میں کوئی اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا یہ پہلی کتاب ہے جس کو باقاعدہ ابواب اور فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے اس کتاب کے دو حصے اور ہیں (۱) فروع کافی (۲) اور روضۂ کافی۔ اصول کافی میں ثقتہ الاسلام کلینیؒ نے روایات و احادیث

کو اس احتیاط کے ساتھ جمع فرمایا ہے کہ سندیں پوری نقل کی ہیں نہ روایات کے ٹکڑے کئے ہیں اور نہ اپنا وضاحتی نوٹ دیا ہے اس طرح آپ نے کتاب امت مسلمہ کے حوالے کر کے اپنے اوپر سے تمام ذمہ داریوں کو ہٹا دیا اور روایات و احادیث کے پرکھنے کا اپنے بعد کے علماء و محققین کو پورا پورا موقع فراہم کیا ہے۔

بعض جلیل القدر علماء کا خیال ہے کہ ثقۃ الاسلام کلینی علیہ الرحمہ نے اپنی اس کتاب کو سرکار ولی عصر علیہ السلام عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کی بارگاہ عصمت و طہارت میں پیش فرمایا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا یہ کتاب ہمارے دوستوں کے لئے کافی ہے، اس فرمان کے باوجود ہمارے مذہب میں کمال احتیاط کی وہ بلند منزل ہے کہ ہمارے علماء نے اس کتاب کو "صحیح کافی" کا نام نہیں دیا۔ ہر حدیث کو جرح و تعدیل کی کسوٹی پہ جانچا اور میزان اعتبار پہ تولنا ضروری خیال فرمایا۔ کافی ہونے کا غالبًا مطلب یہی ہے کہ یہ دوستداران اہلبیتؑ کی مذہبی ضرورتوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے، علماء کرام نے اصول کافی کی حدیثوں کو میزان اعتبار پہ تول کر بتا دیا کہ اس میں صحیح حدیثیں کتنی ہیں اور حسن کتنی ہیں موثق کتنی ہیں اور قوی و ضعیف حدیثیں کتنی ہیں۔

کافی کے موضوعات و عنوانات

علامہ سید نجم الحسن کراروی تحریر فرماتے ہیں کہ "چونکہ مبدا و معاد کے لوازم و عواقب اور تکلیف بشری کا دارومدار عقل پہ ہے اسی لئے ثقۃ الاسلام علامہ کلینی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب اصول کافی کی ابتدا

العقل والجہل ،، سے کر کے اس کا پہلا باب باب العقل قرار دیا اور عقل کے ساتھ جہل کا تذکرہ اس لئے کیا ہے تاکہ مقصد و مفہوم عقل زیادہ اجاگر ہو سکے کیونکہ ،، تعرف الاشیاء باضدادھا ،، تمام چیزیں اپنی ضد سے صحیح طور پہ پہچانی جاتی ہیں ۔ اگر کفر نہ ہوتا تو ایمان کی عظمت ظاہر نہ ہوتی اگر رات نہ ہوتی تو دن کی قدر و قیمت نہ ہوتی اگر جہالت نہ ہوتی تو عقل و علم کا شکوہ نمایاں نہ ہوتا ۔ اسی لئے علامہ کلینیؒ نے عقل کے ساتھ جہل کا تذکرہ فرمایا ہے یعنی جہل کو عقل کا مقابل قرار دیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کوئی جاہل عاقل نہ ہوگا یعنی وہ اس عقل سے محروم ہوگا جو مطلوب شریعت ہے ، شریعت اسی عقل کو عقل سمجھتی ہے جو گناہوں سے بچا سکے اور نجات اُخروی کی طرف رہنمائی کر سکے اور جو زیرکی اور سوجھ بوجھ اس مقصد کے کام نہ آئے وہ جہالت ہے ، صحابہ کا اس پہ اجماع ہے کہ جس عمل میں خدا کا گناہ ہو وہ جہالت ہے اور جو خدا کا گناہگار ہے وہ جاہل ہے (مجمع البحرین ص ۵۱۳)

حقیقت یہ ہے کہ علم کے مقابلے میں جہل ہے لیکن عقل اور علم دونوں وہی عندالشریعت مُسلّم ہیں جو گناہ سے بچا سکیں اور آخرت میں نجات دلا سکیں یعنی دونوں کا مقصد ایک ہے ۔ حدیث میں ہے ،، عقل کا اطلاق اس علم پہ ہوتا ہے جو آخرت کے لئے نافع ہو اور نجات کا ضامن ہو جس سے سعادات اخروی (جنت) کا حاصل ہو جانا یقینی ہو (مرآۃ العقول جلد اول صفحہ ۴)

ثقۃ الاسلام علامہ کلینی علیہ الرحمہ نے اس کتاب العقل والجہل کو ۲۳ ابواب پہ مشتمل فرمایا ہے ۔ جس کا پہلا باب باب العقل ہے ۔

اس باب میں ۳۴ حدیثیں ہیں جو مختلف راویوں سے مختلف الفاظ و عبارات میں آئمۂ معصومین ؑ سے مروی ہیں ان تمام احادیث کا تقریباً مقصد و مفہوم ایک ہی ہے۔ اس باب میں علم اور اس کے طلب کرنے کی تاکید، علم اور علماء کے صفات اور ان کے فضائل، علماء کی موت کے بیان میں، علماء کی صحبت، علم اور عمل۔ علم دین کو حصول دنیا کا ذریعہ بنانے والوں کے بارے میں، جاہل کے مقابلہ میں عالم سے بازپرس میں سختی۔ تقلید کے بیان میں بدعت، امور دین میں خود آرائی اور قیاس کے بیان میں، کتاب و سنت کے بارے میں، اختلاف حدیث کے بیان اور کتاب و سنت سے اخذ و تمسک جیسے موضوعات ہیں۔

"کتاب توحید"، جس میں عالم کے حادث ہونے اور محدث کے اثبات کے بیان میں خدا کو شے کہنے کے بیان میں۔ خدا کی معرفت، المعبود کے اسم و مسمی کے بیان۔ خدا کی ابتداء، خدا سے بندوں کی نسبت، خدا کیسا ہے، اللہ کی صفات کے علاوہ متصف کرنے کی نہی کے بیان میں، باری تعالیٰ کے صفات و ذات کا بیان، ارادہ باری کے صفات فعل کا بیان، حدوث اسماء کا بیان، اسماء باری تعالیٰ، اسماء خالق و مخلوق کے معنی کا فرق، حرکت و انتقال، عرش اور کرسی، روح کا بیان، توحید کے مسائل، آسمان و زمین کی تخلیق، امتحان اور آزمائش، سعادت اور شقاوت، خیر و شر، جبر و قدر، استطاعت، معرفت، مخلوقات پہ خدا کی محبت، ہدایت جیسے موضوعات شامل ہیں اس میں ۳۵ ابواب و احادیث ہیں۔

کافی کا تیسرا باب کتاب الحجت ہے، اس میں زمین پہ حجت خدا

کے لازمًا موجود ہونے کا بیان، انبیاء و رسل اور آئمہ ؑ کے طبقات، کے بیان، نبی رسول اور محدث کا فرق، بندوں پہ امام کے بغیر خدا کی حجت قائم نہ ہونے کا بیان اگر زمین پہ دو آدمی رہ جائیں تو ان میں سے ایک کے حجت ہونے کا بیان، امام کی معرفت و اطاعت، خدا کی مخلوق پہ آئمہ ؑ کے گواہ ہونے کے بیان میں، آئمہ علیہم السلام بطور ہادی و رہبر، امام کی فضیلت، ان کی پاکیزگی و برتری و عظمت و ضرورت کا بیان اور ان کے منصب، ان کی صفات جلیلہ و اوصاف حمیدہ کا بیان، ان کے اہل الذکر، ان کے راسخین فی العلم اور ہادی برحق اور امام حق ہونے کا بیان، حضرت علی کی والایت، صحیفہ، جعفر و جامعہ اور مصحف فاطمہ کا بیان، علم غیب کا بیان، آئمہ الطاہرین کے علم کا ما کان وما یکون کو جاننے اور ان سے کسی چیز کے پوشیدہ نہ ہونے کے بیان میں، حضرت علی علیہ السلام سے لے کر حضرت قائم آل محمد علیہ السلام کا بیان خمس کی تحدید و تفسیر وغیرہم کا بیان کتاب الحجت نہایت ضخیم ہے اس میں بے شمار عنوانات ہیں ہر عنوان کے متعلق احادیث کو جمع کیا گیا ہے اس کتاب میں کل ۱۲۹ باب ہیں اور ان ابواب میں ہر عنوان پہ آپ نے ذمہ داری کے ساتھ احادیث پیش کی ہیں۔

کتاب الایمان والکفر:۔ اس کتاب میں مومن اور کافر کا فرق، اقرار ربوبیت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اولیت مخلوقات کے فطرت توحید پہ پیدا ہونے کے بیان میں، مومن کے صلب کافر سے پیدا ہونے کا بیان، خلقت مومن کی بنیادی کیفیت، اسلام کے صبغۃ اللہ ہونے کا بیان، ایمان، اخلاق، شرائع دینیہ، ایمان اور اسلام، ایمان

اور اس کے درجات، مومن کے فضائل، ایمان کی صفت، ایمان، اسلام اور یقین، مکارم اخلاق قضائے الٰہی اور مرضیٔ خداوندی پہ راضی رہنے کے بیان میں۔ خوف و رجا کا بیان، بخشش خداوندی کے بارے میں حسن ظن کے بیان میں، عبادت خداوندی میں اعتراف تقصیر کا بیان، عبادت میں اقتصاد اور میانہ روی کا بیان، عمل کا ثواب پانے کے بیان میں، صبر کا بیان، شکر، حسن اخلاق، کشادہ روئی، سچائی، ادائے امانت، حیا، عفو، حلم، مدارات، اللہ سے محبت، دنیا کی خدمت، صلہ رحمی۔ امر خیر ماں باپ کے ساتھ نیکی، مومنین کی آپس میں بھائی چارگے، حقوق العباد کا تفصیلی بیان، دین کی سلامتی کے بیان میں، تقیہ کے بیان میں، مومنین اور اس کے علامات وصفات کے بیان میں، مومن اور ابتلاء، گناہان کبیرہ کے بیان میں، ریا کا بیان وغیرہم شامل ہے۔ اس کتاب میں ۲۰۹ ابواب ہیں جن کے ذیل میں احادیث پیش کی گئی ہیں جس میں مومن و کافر کی بنیاد خلقت کی حقیقت کو بتایا گیا ہے۔

محدث کلینی اور انکا انداز تحریر

علامہ کلینی علیہ الرحمہ کا انداز تحریر انتہائی رواں، سادہ اور پر تاثیر تھا وہ بڑے بڑے علمی مسائل کو بڑے سادہ اور عام فہم انداز میں بیان فرماتے ہیں اور جو کچھ پیش فرماتے ہیں اس کے ذیل میں بیسوں اہم مصادر و مآخذ پیش کرتے ہیں اور روایت و درایت دونوں کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ عقل و خلق کے بارے میں بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں "لفظ خلق کا تعلق مادیات سے ہے اور عقل بے مجرد لہٰذا میرے

نزدیک یہاں پر خلق سے مراد خلق تقدیری ہے خلق تکوینی اور تدبیری نہیں ہے جس میں تدریج ملحوظ ہوتی ہے، خلق تقدیری کا تعلق لوح محفوظ پر لکھے جانے سے ہے اور خلق تکوینی کا تعلق ظہور اشیاء سے خلق تقدیری خلقت امری کے مترادف ہے جو مجردات کے لئے مخصوص ہے۔

ایک اور جگہ علامہ کلینی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں، حجت اس ذات اور ہستی کو کہتے ہیں جو وجود خدا کی دلیل قرار پائے یعنی اس کا وجود اس کی وضاحت کرے کہ اس کا پہنچنے والا کوئی ہے اور وہ خود ضرورت وجود و معرفت کے لئے حجت و دلیل قائم کر کے بڑے بڑے منکرین کو سرنگوں کر دے اور ایسی ہستی کے لئے ضروری ہے کہ وہ مامور من اللہ معصوم من الخطا، اعلم عصر اور افضل کائنات ہو اور ایسا وجود محدود ہے۔ انبیاء اور آئمہ علیہ السلام میں ان کے علاوہ کوئی بھی حجت خدا نہیں قرار پا سکتا۔ اسی حجت کے لئے اسلامی مسلہ ہے کہ اس سے زمیں خالی نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ وہی امام زمانہ ہوگا اور اسی سے مخلوقات کے لئے سوال کیا جائے گا۔ اور قیامت میں اسی کے ساتھ اس عہد کی مخلوقات ارضی کو طلب کیا جائے گا۔ اور سوال و جواب ہوگا۔ ارشاد خداوندی ہے "یوم ندعوا کل اناس بامامھم"، ہم تمام لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ اسمائے امام زمانہ کی معرفت کو واجب قرار دیا گیا ہے۔ حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جو امام زمانہ کو پہچانے بغیر مر جائے اس کی موت کفر کی موت ہوگی اور یہ مسلّم ہے کہ وہ حجت خدا اور مخلوقات کے درمیان سفیر اور واسطہ کی حیثیت رکھے گی کیونکہ خدا سے عوام کا براہ راست رابطہ قائم ہونیکا

امکان نہیں ہے۔ اور یہ بھی مسلم ہے کہ دنیا نہ صرف معرفت باری اور اس کے احکام کے حصول میں اس کی محتاج ہوگی بلکہ معاد و معاش کے تمام امور میں اس کی طرف احتیاج لازمی ہوگی۔ انبیاء کرام اپنے اپنے عہد میں حجت خدا تھے جن کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی۔ جن میں ۱۲ رسول اور باقی نبی تھے۔ رسولؐ صاحب شریعت وکتاب ہوتا ہے اور نبی تابع رسولؐ ہوا کرتا ہے۔ انبیاء اور رسولوں کی آخری ہستی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں وہ اپنے عہد حیات میں حجت خدا تھے ان کے بعد ان کے جانشین "ائمہ اثنا عشرہ" یکے بعد دیگرے حجت خدا رہے جنہیں "حجج الدہور" سارے زمانے کی حجتیں کہتے ہیں یہاں تک حضرت امام عسکریؑ کے بعد بقیۃ اللہ حضرت امام مہدی آخر الزمان حجۃ اللہ ہیں جنہیں خداوند عالم نے طویل عمر عطا فرمائی ہے اور قیامت تک کے لئے حجت قرار دیا ہے وہ زندہ و باقی ہیں اور قیامت تک زندہ و باقی رہیں گے، حضرت رسول خدا نے بطور پیش گوئی ارشاد فرمایا ہے اگر ان کا وجود نہ ہوگا "لساخت الارض باھلھا" تو زمین اپنے ساکنوں سمیت پانی میں ڈوب جائے گی اس سے ثابت ہوا کہ زمین پر حجت خدا کا ہونا لازمی ہے۔

محدث کلینی علیہ الرحمہ کے سلسلے میں ایک وضاحت یعنی کافی کے مصطلحات

علامہ کلینی علیہ الرحمہ نے جہاں جہاں راویوں کا سہارا لیا ہے اس کے بارے میں کچھ ابہام ہے جس کی تشریح و وضاحت ضروری ہے۔ حدیث اول میں "اخبرنا" کے قائل کے بارے میں اختلاف ہے، علامہ مجلسیؒ کا بیان ہے کہ اس سے یا تو اصول کافی کے راویوں میں نعمانی اور صفوانی مراد

ہیں یا پھر خود مصنف سے اس کا تعلق ہے "وکما ھو داب القدما" جیسا کہ پرانے لوگوں کا طریقہ ہے علاوہ نجم الحسن کراروی کے نزدیک اوّل الذکر کو ترجیح ہے۔ اس حدیث میں نیز اصول کافی کے اکثر مقامات پر "عدۃ من اصحابنا" تحریر فرمایا گیا ہے اس کی وضاحت خود محدث کلینی علیہ الرحمہ نے فرما دی ہے "ان کا بیان ہے کہ جب میں اپنی کتاب کافی میں یہ کہوں کہ "عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد بن عیسیٰ" تو جماعت اصحاب سے یہ لوگ مراد ہوں گے۔ (۱) محمد بن یحییٰ العطار، (۲) محمد بن موسیٰ الکمندانی (۳) داود بن کورہ (۴) احمد بن ادریس (۵) علی بن ابراہیم بن ہاشم اور جب یہ کہوں "عدۃ من اصحابنا عن احمد بن محمد بن خالد"، تو جماعت اصحاب سے یہ لوگ مراد ہوں گے۔
(۱) علی بن ابراہیم بن ہاشم (۲) محمد بن عبداللہ بن اذینہ (۳) احمد بن عبداللہ بن امیر (۴) علی بن الحسن اور جب کہوں "عدۃ من اصحابنا عن سہل بن زیاد"، تو جماعت اصحاب سے یہ لوگ مراد ہوں گے (۱) علی بن محمد بن علان (۲) محمد بن ابی عبداللہ (۳) محمد بن الحسن (۴) محمد بن عقیل کلینی"

علامہ محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے ایسے دور میں احادیث کو جمع کیا اور فضائل اہل بیت کے گلدستہ کو سجایا۔ اور حصول حدیث کے لیئے دور و دراز شہروں کے دشوار گذار سفر کی صعوبتیں برداشت کیں اور اپنی زندگی کے بیس سال اس تحریری عبادت میں بسر کئے آپ کی عظمت کا احاطہ و احصار انتہائی دشوار ہے ایک ایسے عالم کی عظمت کو کیا اور کیسے بیان کیا جائے جس نے گیارھویں امام حسن عسکری علیہ السلام کی زیارت کی ہو۔

جس نے بارھویں آقا حضرت قائم آل محمد علیہ السلام کی زیارت کا شرف وسعادت حاصل کی ہو جس نے اپنی زندگی کو ایک مقدس فریضہ سمجھ کر بسر کیا ہو اور اپنی زندگی کے قیمتی مہ وسال اپنے TARGET کے حصول میں صرف کئے ہوں اور منزل مراد حاصل کی ہو، جس نے دیگر علوم پر دسترس حاصل کر کے عامۃ المسلمین کو مستفیض کیا ہو، جس نے اپنے علم وحلم، اپنے بصارت و بصیرت، اپنے زہد و تقویٰ اپنی طہارت و تقدس سے لوگوں کو اسلام کی جانب مائل کیا ہو۔ جس کے کردار و عمل کو دیکھ کر لوگوں نے اسلام قبول کیا ہو، جس نے دنیا کو دین حقیقی مدعا و مفہوم سے روشناس کرایا جس نے اپنی علمی عظمت و برتری کا لوہا تمام مکاتب فکر کے علماء سے منوایا۔ ہماری پیشانیاں محدث کلینیؒ کی چوکھٹ پر خم ہیں تمام عقیدتیں نچھاور ہوں اس ذات بابرکات پر جس نے فضائل اہل بیت سے ہمیں روشناس کرایا اور احادیث رسول کا ایک نورانی ذخیرہ عطا کیا۔ جس نے ہمیں علم کی دولت سے مال و مال کیا جس کے کردار نے ہمیں اسلام کا معترف اور اہل بیت کا طرفدار کیا۔ آج جو ہم دنیا کے سامنے سرخرو ہیں، آج ہمارے پاس جو کچھ علمی سرمایہ ہے وہ سب کچھ ان ہی جیسے علماء کی بصیرت وسعی پیہم کا نتیجہ ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم ان اکابرین کو فراموش نہ کریں اور اس لئے ان کے تذکروں کو اور ان کے کارناموں کو اور ان کے آثار کو باقی رکھیں کہ ان جیسے اکابرین و بزرگ علماء نے اہل بیت الطاہرین کے فضائل سے ہمیں آگاہ کیا، شریعت وطریقت سے آگاہ کیا، دین اسلام ہم تک پہنچایا اور اہل بیت کے علمی آثار کو ہم تک پہنچایا اور باقی رکھا دنیا کی تمام متمدن قومیں اپنے

اسلاف واکابرین HEROS اور بزرگ علماء ومفسرین ومورخین و محدثین وفقہاء اور دانشوروں کے تذکرے کو قومی وایمانی فریضے کے تحت باقی وزندہ رکھتی ہیں اور یہ تذکرہ خود ہماری بقا کے لئے ضروری ہے، یہ ذمہ داری شاید ایک عام مسلمان سے زیادہ علماء وخطباء پہ زیادہ عاید ہوتی ہے جن کے علم کی بھیک کے ذریعے آج وہ شاہانہ زندگی بسر کر رہے ہیں لیکن یہ مسلسل احسان فراموشی خود ان کے حق میں بھی بہتر نہیں ہے جس طرح وہ اپنے اکابرین کے کارناموں کو فراموش کر رہے ہیں اسی طرح آنے والی نسلیں انہیں بھی قدرت کے مکافات عمل کے تحت فراموش کردیں گی۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

عصر حاضر میں جو تراجم ہمارے علماء اربع یا دیگر ماسبق علماء کے کئے جارہے ہیں اس پر ان کے بعد کے علماء اپنی رائے دے چکے ہیں اور حاشیہ تحریر کر چکے ہیں لیکن چونکہ چند صدیوں میں تحقیق اپنے ارتقائی منازل طے کر کے بہت آگے بڑھ چکی ہے لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ان تراجم اور حواشی کی تشریح کی جائے اور اختلافی مسائل پر اپنے فٹ نوٹ تحریر کئے جائیں تاکہ ابہام باقی نہ رہے تاریخ میں ابہام سے حقیقت بدل جاتی ہے لہٰذا حقیقت کو قائم رکھنے کے لئے ان حواشی اور تشریحات کی تشریح بھی ضروری ہے تاکہ ترجمہ اور تشریح کرنے والا اپنے عقائد و زاویۂ فکر کے مطابق اسے پیش کر سکے اور اسے موجودہ حالات کے مطابق UP-TO-DATE لاکر کے موجودہ

تحقیق کا ساتھ دیا جا سکے بلکہ آئندہ ہونے والی تحقیق کے معیار پر پورا اتر سکے۔ اگر ان تشریحات کی تشریح نہ کی گئی تو بہت سے ابہام باقی رہ جائیں گے ان ابہام سے ماضی میں بھی غلط فہمیاں پیدا ہوتی رہی ہیں اور آئندہ بھی غلط فہمیاں پیدا ہونے کے امکان ہیں اور جو تشریح کی جائے اسے اپنے مسلمہ عقائد کو پیش نظر رکھتے ہوئے کی جائے ورنہ فٹ نوٹ میں اپنے عقائد کا اظہار کر کے تشریح کرنے والے کو غلط بیجے کی نشان دہی ضرور کرے۔ اس کتاب میں تدوین کے سلسلے میں اگرچہ کچھ خامیاں بھی ہو سکتی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اردو زبان میں اس موضوع پر کوئی مفصل و مستند کتاب موجود نہیں رجال نجاشی اور قصص العلماء اور دیگر کتابوں میں جو کچھ موجود ہے اس میں واقعات کی تکرار ہے۔ اس سلسلے میں باقاعدہ کوئی تحقیقی کام نہیں ہوا اگر کچھ ہوا بھی ہے تو وہ فارسی اور عربی زبان میں ہے اگر فارسی اور عربی کی کتابوں کا ہی اردو میں ترجمہ کر دیا جائے تو حضرت محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ کی زندگی پہ بھرپور مواد اردو زبان جاننے والوں کو مل سکتا ہے۔

تفصیلی واقعات نہ ملنے کی وجہ سے اور مواد کی کمی کی وجہ سے اس کتاب کو کوئی تحقیقی کتاب یا BIOGRAPHY نہیں کہا جا سکتا کیوں کہ سوانح حیات کے مروجہ اصولوں اور اس کے وسیع مفہوم پہ یہ کتاب پوری نہیں اترتی تاہم نہ ہونے سے کچھ ہونا بہتر ہے آج میں جس اہم علمی کا آغاز کر رہا ہوں ہو سکتا ہے کہ کل لوگوں کو اس کی اہمیت و افادیت و ضرورت و عظمت کا احساس ہو اور وہ اس تحقیق کو مزید آگے بڑھائیں اور کوئی مفصل سوانح حیات تحریر کریں اگر اسی طرح

یہ کام آگے بڑھتا رہا تو مجھے یقین ہے محترم سید علی بلگرامی صاحب اور جناب سید علی مدبر رضوی نے جو خواب دیکھا ہے وہ تعبیر کی منزل میں جلد از جلد پہنچ جائے گا پروردگار عالم ان حضرات کو علماء کے طرفداروں میں شمار کرنے اور ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

محمد یعقوب کلینیؒ اور تحریف قرآن

تحریف قرآن کے معنی حقیقت قرآن کے معنی اور مقصود و مدعاد منشا کے خلاف تفسیر کرنے کی کوشش کرنا اور یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں عام مشاہدہ کی بات اور تاریخی حقائق ہیں کہ اہل بدعت اور فاسد مذاہب کے پیروکار ہمیشہ قرآن کی تعبیر اپنی آراء اور خواہشات کے مطابق کرکے تحریف کے مرتکب ہوتے ہیں اور اس قسم کی تحریف سے شریعت نے بھی منع فرمایا ہے اور اس قسم کے لوگوں کی مذمت کی ہے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں،،

،، قرآن کو پس پشت ڈالنے کا مقصد و طریقہ یہ تھا کہ انہوں نے حروف قرآن کو تو قائم رکھا لیکن اس کی حدود میں تحریف کی۔ وہ قرآن کی روایت تو کرتے ہیں لیکن اس کی رعایت نہیں کرتے۔ جہلا اس کی روایت کے حفظ کو پسند کرتے ہیں اور علماء اس کی رعایت کے ترک سے محزون ہوتے ہیں،،

تحریف کا دوسرا معنیٰ یہ ہے کہ اصل قرآن تو محفوظ ہے لیکن اس کے حروف اور حرکات میں کمی و زیادتی ہوئی ہے تحریف کے تیسرے معنی یہ ہیں کہ ایک یا دو کلموں کی کمی یا زیادتی ہوئی ہے اور خود اصل

قرآن محفوظ ہے ۔

مسلمانوں کی اکثریت اس قول پر متفق ہے کہ قرآن میں تحریف نہیں ہوئی ہے اور چند عاقبت نااندیش علماء صرف اپنے خبث باطنی اتنگ نظری اور تعصب کی وجہ سے شیعوں پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں (معاذاللہ) موجودہ قرآن کو نہیں مانتے۔ ان کے قرآن کے چالیس پارے ہیں وغیرہ اس قسم کے بے سروپا الزام کی وہی حقیقت ہے جیسے شیعہ بچے کاٹتے ہیں، پانی میں تھوک کر دیتے ہیں، اصحاب کرام رضوان اللہ کو نہیں مانتے وغیرہم جہاں تک مکتب تشیع کا تعلق ہے وہ تحریف قرآن کے قائل نہیں اور اس کے بارے میں سوچنے کو بھی کفر سمجھتے ہیں اور اصول کافی میں اس قسم کی تحریف کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ جناب محمد بن یعقوب بن اسحاق ابوجعفر کلینی علیہ الرحمہ اپنی کتاب فضل القرآن میں فرماتے ہیں۔

"توراۃ میں تحریف ہونے اور قرآن میں تحریف ہونے میں کوئی مماثلت نہیں ہے۔ توریت میں تحریف ہوئی ہے لیکن قرآن میں ہرگز ہرگز تحریف نہیں ہوئی"۔ اگر اسمٰعیل بخاری کی بات کو صحیح مان لیا جائے کہ "قیامت تک اس امت کے واقعات گذشتہ امتوں کے واقعات کے مانند رونما ہوتے رہیں گے" اس روایت کا یہ مقصد نہیں کہ صدر اسلام یا خلفاء کے دور میں قرآن میں تحریف ہوئی ہے" انجیل، زبور اور توریت وغیرہ میں تحریف ہوئی ہے لیکن قرآن میں اس لئے نہیں ہوئی کہ خود پروردگار عالم نے قرآن کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے اور جس چیز کی حفاظت خداوند عالم فرمائے اس میں کسی قسم کی تبدیلی ممکن نہیں۔

جناب محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمہ کی اس وضاحت کے بعد کسی قسم کی غلط فہمی یا اشتباہ نہیں رہنا چاہیئے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جناب کلینیؒ تحریف قرآن کے قائل تھے لیکن اس کے ثبوت میں وہ ایک سطر بھی کلینیؒ کی کسی کتاب سے ثابت نہیں کر سکتے اس قسم کی باتیں کردار کشی کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

محمد یعقوب کلینی اور ان کے ہمعصر علماء پر ایک نظر!

محمد بن یعقوب بن اسحٰق ابو جعفر کلینی علیہ الرحمہ کلین سن ۲۵۰ھ میں پیدا ہوئے، آپ اسمٰعیل بخاری کی وفات سے چھ سال قبل پیدا ہوئے۔ آپ کے بچپن میں اور دورِ طالب علمی میں مسلم بن حجاج ابوالحسن قشیری نیشاپوری مولف صحیح مسلم کا بڑا شہرہ تھا سلیمان بن اشعث مشہور محدث جن کی کتاب سنن ابوداؤد صحاح ستہ کی مشہور کتاب ہے، ابن ماجہ الربعی صاحب تالیف سنن ابن ماجہ، عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی صاحب تالیف سنن ابن نسائی، حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام عالم اور مسلمان سائنس دان الکندی، بایزید بسطامی۔ احمد بن طولون، محمد اندلسی، ابو عیسیٰ ترمذی، جناب جنید بغدادی۔ منصور حلاج۔ جریر طبری، محمد بن زکریا الرازی، ابو القاسم البغوی، ابوالحسن اشعری۔ محمد بن یحییٰ، علی بن موسیٰ کمیندانی، داؤد بن کورہ، احمد بن ادریس، علی بن ابراہیم بن ہاشم، علی بن ابراہیم قمی صاحب تفسیر وصحابی امام حسن عسکری علیہ السلام، علی بن محمد سمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ آخری نائب خاص امام زمانہ علیہ السلام علامہ ابو جعفر برقی صاحب المحاسن م ۲۷۴ھ، علی بن

حسین قمی، علی بن محمد، علان کلینی، ابو الحسین احمد بن احمد کوفی کاتب محمد بن ابراہیم بن جعفر نعمانی، صفوانی، محمد بن عبداللہ بن قضاعہ بن صفوان جمال، صفوان جمال اسدی صحابی امام جعفر صادق علیہ السلام و حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی نسبت سے صفوانی کہلاتے ہیں بغداد و اران (آذربائیجان کے قریب) میں رہتے تھے شیخ عباس نے تو کتابیں ان کی تالیف میں شمار کی ہیں۔ سیف الدولہ حمدانی کے دربار میں بڑی عزت کی جاتی تھی۔ ابو العباس شریح الشافعی، ابوبکر شبلی ابو جعفر الطحاوی الحنفی، ابن ہلال الحنبلی، ابو جعفر الرازی الامی، ابو الحسن اشعری، ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مجاہد اور محدثین میں ابو عبد الرحمان النسائی وغیرہم۔

محمد یعقوب کلینی اور شاہان وقت

رئیس المحدثین محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمہ کی پیدائش کے وقت ۲۵۲ھ المعتز باللہ کی حکومت تھی، سنہ ۲۵۵ھ تا سنہ ۲۵۶ھ ابو عبد اللہ محمد المہتدی باللہ، سنہ ۲۵۶ھ تا سنہ ۲۷۹ھ المعتمد باللہ، سنہ ۲۷۹ھ تا سنہ ۲۸۹ھ احمد المعتضد باللہ سنہ ۲۸۹ھ تا سنہ ۲۹۵ھ المکتفی باللہ، سنہ ۲۹۵ھ تا سنہ ۳۲۰ھ جعفر المقتدر باللہ سنہ ۳۲۱ھ تا سنہ ۳۲۲ھ القاہر بامر اللہ سنہ ۳۲۲ھ تا سنہ ۳۲۹ھ محمد الراضی باللہ سنہ ۳۲۹ھ تا سنہ ۳۳۳ھ المتقی و المکتفی باللہ کی حکومت رہی جب آپ کا انتقال ہوا تو الفضل المطیع اللہ کی حکومت تھی۔ اس طرح جناب کلینی علیہ الرحمہ نے دس بادشاہوں کے زمانے دیکھے۔

علامہ کلینیؒ اور دیگر محدثین کا شعوری مطالعہ و عقلانی تجزیہ

اس خبر کو حدیث کہتے ہیں جس میں بانی اسلام محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قول، فعل یا تقریر بیان ہو کچھ لوگ کسی صحابی کے اقوال کو بھی حدیث کہتے ہیں مگر یہ لفظ صرف پیغمبر اسلام سے ہی منسوب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کا لفظ اپنے کلام کے لئے خود پسند فرمایا تھا تاکہ آپ کے اور دوسروں کے کلام میں فرق ہو سکے حدیث کے لئے خبر، اثر، اور سنت کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں، حدیث قرآن حکیم کے بعد اسلامی قانون کا دوسرا ماخذ ہے۔ سنت اور حدیث میں معمولی فرق ہے۔ سنت کے بیان کو حدیث کہتے ہیں۔

حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود حدیث کی حفاظت و روایت منظور و مطلوب تھی۔ جب آپ گفتگو فرماتے تو آہستہ آہستہ اور خوب وضاحت کے ساتھ ارشاد فرماتے تاکہ سننے والے کو پورا پورا فائدہ حاصل ہو ضروری باتوں کو آپ تین مرتبہ دھراتے تاکہ شرکاء مجلس اچھی طرح ذہن نشین کر لیں آپ نے حدیث کی ترغیب دلاتے ہوئے مختلف مواقع پر ارشاد فرمایا۔ جو موجود ہیں وہ غیر موجود لوگوں تک پہنچا دیں۔ تم مجھ سے سنتے ہوئے، دوسرے لوگ تم سے سنیں گے پھر ان سے اور لوگ سنیں گے، اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو روشنی و رونق و تازگی بخشے جس نے میری بات سنی اور یاد رکھی یہاں تک کہ وہ بات اس شخص تک پہنچا دی جس نے نہیں سنا۔

ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ آپ نے حدیث کی صحت کو قائم

رکھنے کے لئے فرمایا کہ جو شخص جان بوجھ کر میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے گا تو اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ ایک اور جگہ فرمایا! میری حدیث جیسی سنو ویسی بیان کرو

ضرورت حدیث

قرآن شناسی کے لئے جن دو چیزوں کی بڑی ضرورت ہے ان میں ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت الطاہرین علیہ السلام اور دوسرے حدیث ہے بلکہ حدیث کو بھی اگر ائمہ الطاہرین کے حوالے سے سمجھا جاتا تو غیروں کو حدیث کا مذاق اڑانے کی جرأت نہ ہوتی چونکہ قران عربی زبان میں نازل ہوا ہے لہٰذا سب سے پہلے عربی زبان کو سمجھنا ضروری ہے۔ پھر حدیث کی ضرورت پیش آتی ہے کیونکہ ہمیں قران کو سمجھنے کے لئے حدیث کا سہارا اس لئے لینا پڑتا ہے کہ قرآن ایک منشور ابدی، خدا کی آخری و الہامی کتاب ہدایت ہے اسے بغیر حدیث اس لئے نہیں سمجھا جا سکتا کیونکہ قرآن میں بہت سی چیزوں کی تفصیل موجود نہیں ہے جبکہ حضور سرور کائنات نے حدیث میں اپنے قول یا فعل سے اس کی وضاحت فرمائی ہے، مثلاً قرآن ،،اقامت الصلوٰۃ،، کہہ کر خاموش ہو جاتا ہے اب نماز کتنی پڑھی جائے، کیسے پڑھی جائے اس کے لئے حدیث کا سہارا یا بانی اسلام کے اسوہ حسنہ و سیرت و کردار کا سہارا لینا پڑے گا۔

تدوین حدیث

اسلام میں رسول کی اطاعت جزو ایمان ہے اس لئے ہمارے آئمہ

الطاہرینؑ اور صحابہ کرام و علماء و محدثین نے آنحضرت کے اسوہ حسنہ کے حفظ اشاعت کی طرف خاص توجہ دی کیونکہ آپ کے بعد کے زمانے میں قول و فعل پیغمبرؐ کی وضاحت کا ذریعہ یا آئمہ الطاہرینؑ تھے یا حدیث، لہٰذا جنہوں نے رسولؐ کے اہلبیت کو چھوڑ دیا انہوں نے صرف حدیث کا سہارا لیا اور اس باب میں ٹھوکر کھائی۔ اور بے سر و پا و من گھڑت احادیث کے نتیجے میں رنگیلا رسول اور شیطانی آیات جیسی کتابیں وجود میں آئیں لہٰذا جس نے اہل بیتؑ سے حدیث رسول کو حاصل کیا وہ کبھی گمراہ نہیں ہوا لہٰذا اہل بیتؑ سے علم حدیث حاصل کرنے والے اور اہل بیت کے حوالے سے دین کو سمجھنے والوں میں ایک نے بھی جھوٹی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور مدعیان نبوت کو یہ موقع نبی کو ہم جیسا کہنے والوں اور عظمت رسول کو گھٹانے والوں نے فراہم کیا۔ وگرنہ اگر اہل بیت الطاہرینؑ سے عظمت رسالت اور دین کے مدعا و مفہوم کو سمجھ لیا ہوتا تو آج اسلام کا یہ حشر نہ ہوتا اور نہ مسلمان اس طرح منتشر و ذلیل ہوتے نہ ہزیمت و پسپائی اور ذلت و رسوائی ان کا مقدر بنتی۔ الغرض حدیث رسول قرآنی احکام کی عملی تفصیل اور قولی و فکری تفسیر ہے، مکتب تشیع میں آئمہ الطاہرین کی موجودگی میں تدوین کی ضرورت محسوس نہ کی گئی لیکن امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانے سے اس کی تدوین شروع ہو گئی۔

تدوین حدیث

یہ ٹھیک ہے کہ حدیث کی تدوین عہد رسالت میں شروع ہو چکی تھی، عہد صحابہ، امام حسن عسکری علیہ السلام اور عہد تابعین میں یہ کام

تیزی سے شروع ہوگیا۔ اور بعد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقتدار کی مصلحتوں کے پیش نظر بھی احادیث وضع کی گئیں، احادیث کی تشریح اور وضاحت نیز استنباط مسائل واحکام کے پیش نظر کئی علماء نے حدیث کے مجموعوں کی شرحیں تیار کرنے کی ضرورت محسوس کی۔

حدیث کی اقسام

(۱) حدیث متواتر۔

(۲) حدیث مرسل۔

(۳) حدیث مرفوع۔

(الف) مرفوع قولی صریحی۔

(ب) مرفوع فعلی صریحی۔

(ج) مرفوع تقریری صریحی۔

(د) مرفوع قولی حکمی۔

(ر) مرفوع فعلی حکمی۔

(س) مرفوع تقریری حکمی۔

(۴) حدیث موقوف۔

(۵) حدیث مقلوب المتن۔

(۶) حدیث مقطوع۔

(۷) حدیث متروک۔

(۸) حدیث مرسل خفی۔

(۹) حدیث احاد۔

(۱۰) حدیث حسن۔

(۱۱) حدیث شاذ۔

(۱۲) حدیث صحیح۔

(۱۳) حدیث ضعیف۔

(۱۴) حدیث عزیز۔

(۱۵) حدیث غریب۔

(۱۶) حدیث مدلث۔

(۱۷) حدیث مشہور۔

(۱۸) حدیث منکر۔

کتب حدیث

وضع و ترتیب مسائل کے لحاظ سے محدثین نے کتب حدیث کی نو دس اقسام بیان کی ہیں۔

(۱) جامع۔

(۲) سنن۔

(۳) مسند۔

(۴) معجم۔

(۵) مستدرک۔

(۶) مستخرج۔

(۷) جزء

(۸) مفرد۔

(۹) اربعین ۔

یہاں حدیث کی اقسام اور وضع ترتیب حدیث کی تفصیل بیان کرنا مقصود نہیں ۔ صرف ضمناً یہ تذکرہ کیا ہے ۔

محدثین کی احادیث کی تعداد و نوعیت

صحاح ستہ

نام محدث	تعداد حدیث	نام حدیث
(۱) ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری	۷۲۷۵ (سات ہزار دو سو پچھتر)	صحیح بخاری
(۲) مسلم بن حجاج ابو الحسن قشیری نیشاپوری	۷۴۲۲ (سات ہزار چار سو بائیس)	صحیح مسلم
(۳) سلیمان بن الاشعث	۴۸۰۰ (چار ہزار آٹھ سو)	سنن ابو داؤد
(۴) ابن ماجہ الربعی	۴۰۰۰ (چار ہزار)	سنن ابن ماجہ
(۵) عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی		سنن ابن نسائی
(۶) ابو عیسیٰ محمد بن سورہ ترمذی		جامع ترمذی
محمد بن عبداللہ الطیب	۶۰۰۰ (چھ ہزار)	مشکوٰۃ شریف
مالک ابن انس	۱۰۲۷ (دس سو ستائیس)	موطا امام مالک
محمد یعقوب کلینیؒ	۱۶۱۹۹ (سولہ ہزار ایک سو ننانوے)	اصول کافی
شیخ صدوق	۹۰۴۴ (نو ہزار چوالیس)	من لا یحضرہ الفقیہ
شیخ طوسی علیہ الرحمہ	۳۰۹۳ (تین ہزار ترانوے)	تہذیب
شیخ طوسی علیہ الرحمہ	۵۵۱۱ (پانچ ہزار پانچ سو گیارہ)	استبصار

صحاح ستہ اور دیگر محدثین کی احادیث کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا

ہے کہ یہ احادیث انہوں نے لاکھوں احادیث سے منتخب کی ہیں لیکن یہ تعداد جو اب صحاح ستہ کی کتابوں میں موجود ہے حذف مکررات کے بعد بہت تھوڑی رہ جاتی ہے جبکہ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ کی اصول کافی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

کافی تین حصوں پر تقسیم ہے (۱) اصول کافی (۲) فروع کافی (۳) روضتہ ہندوستان میں نول کشور نے اسے چار جلدوں میں شائع کیا ہے دراصل اصول کتاب العقل سے شروع ہو کر فضائل قرآن پہ ختم ہوتی ہے اس میں عقائد کا ذکر ہے فروع: کتاب الطہارت سے شروع ہو کر دیات پر ختم ہوتی ہے۔ روضتہ اس میں خطوط و خطب، واقعات روایات وحدیث کو جمع کیا گیا ہے، پوری کتاب میں بنیادی عناوین تینتیس (۳۳) ہیں جن میں سے ہر ایک کو کتاب کہا جاتا ہے اس کے ذیلی عناوین کو باب ان تمام ابواب کے ذیل میں سولہ ہزار ایک سوننانوے (۱۶۱۹۹) احادیث درج ہیں یا سولہ ہزار نوسوننانوے (۱۶۹۱۹) صاحب لؤلؤالبحرین نے اصطلاح متاخرین کے لحاظ سے ایک تخمینی تفصیل یوں تحریر کی ہے۔

(۱) صحیح ۔ (۵۰۷۲) پانچ ہزار بہتّر
(۲) موثق ۔ (۱۱۱۸) ایک ہزار ایک سو اٹھارہ
(۳) قوی ۔ (۳۰۲) تین سو دو
(۴) ضعیف ۔ (۹۰۸۵) نو ہزار پچاسی

کافی کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے اس سے پہلے مسلمانوں کی کوئی اتنی جامع اور اتنی بڑی کتاب نہ تھی۔ شیعوں کی تالیفات حدیث کا ذکر تو کیا اہل سنت کے یہاں بھی اس سے بڑی اور جامع کتاب نہیں ہے، بخاری کا جسے سب سے زیادہ صحیح سمجھا جاتا ہے، اس میں بھی صرف صحیح کی تعداد دو ہزار چھ سو تئیس ہے (۲۶۲۳)

☆☆☆☆

مطالعات

١. قصص العلماء ـــــــ ٢. اتقان المقال ـــــــ
٣. تنقیح المقال ـــــــ علامہ مامقانی
۴. رجال ـــــــ علامہ نجاشی
۵. فہرست ـــــــ ابن ندیم
۶. ترجمہ اصول کافی ـــــــ ادیب اعظم سید ظفر حسن امروہوی
۷. جامع الجعفری ـــــــ علامہ سید نجم الحسن کراروی
۸. الکافی ـــــــ انگریزی ترجمہ ۔ ڈاکٹر محمد حسین رضوی
۹. روضۃ النجات ـــــــ مرزا محمد اخباری
١٠. جامع الاصول ـــــــ ابن اثیر خبرری
١١. روضۃ المتقین فی شرح ائمۃ المعصومین ـــــــ مولانا محمد تقی المجلسی اصفہانی
١٢. کتاب الدرایہ ـــــــ حسین بن عبد الصمد الہمدانی العاملی
١٣. شرح درایۃ الحدیث ـــــــ زین الدین بن علی بن احمد شہید ثانی علیہ الرحمۃ
١۴. انبار الانوار، جوامع الکلم ـــــــ مفتی محمد عباس
١۵. لسان المیزان ـــــــ ابن حجر عسقلانی
١۶. شرح مشکوٰۃ ـــــــ طیبی
١۷. تاج العروس ـــــــ زبیری
١٩. روضۃ العارفین ـــــــ سید ہاشم بحرانی
٢٠. فیریرہ خضراء ـــــــ مولانا حسین نوری
٢١. کشف المحجہ ـــــــ سید جلیل ابن طاؤس
٢٢. اعیان الشیعہ ـــــــ سید محمد محسن الامین الحسینی العاملی
٢٣. مجالس المومنین ـــــــ حضرت شہید ثالث علیہ الرحمۃ
٢۴. فہرست طوسی ـــــــ شیخ طوسی
٢۵. ثقۃ الاسلام کلینی اور کافی ـــــــ مولانا حکیم سید ذوالفقار حسین

۱۱۔ علم بداء (ماخذِ بداء) (۲۵۰ صفحات) (مولانا سید راحت حسین)

۱۲۔ العدل (۲۱۰ صفحات) (انجمنِ دارالتالیف، لکھنؤ)

۱۳۔ تفضیلِ امیرالمؤمنینؑ (۸۰ صفحات) (محققِ اہلِ سنت مولانا عتیق نظامی حنفی)

۱۴۔ اعجاز التنزیل۔ (۵۰۰ صفحات) (قرآن مجید کے لفظاً و معناً کلام اللہ ہونے کے ثبوت میں)
خلیفہ سید محمد حسن خان بہادر

۱۵۔ کشف الاسرار (۱۴۰ صفحات) (مولانا سید سبطین سرسوی)

۱۶۔ سل[illegible]یلِ فصاحت (ترجمہ و شرح نہج البلاغہ) (۴۰۰ صفحات) (ظفر مہدی نقوی)

۱۷۔ [illegible] مطالب (۲۲۰ صفحات) (شیخ احمد حسین)

۱۸۔ [illegible] (۲۱۵ صفحات) (مولانا سید محمد ہارون)

مراثی [illegible]	۶	جلدیں	مراثی رشید	۲	جلدیں
مراثی [illegible]یق	۷	〃	مراثی فائق	۲	〃
مراثی فصیح	۳	〃	مراثی ادب	۲	〃
مراثی ضمیر	۲	〃	مراثی تعشق	۳	〃
مراثی مونس	۶	〃	مراثی عشق	۴	〃
مراثی انس	۲	〃	دفترِ ماتم دبیر	۲۵	〃
مراثی وحید	۲	〃	مراثی علی میاں کامل	۵	〃
مراثی نفیس	۵	〃	مراثی انیس	۶	〃

سلسلۂ کتب علمائے حق

مطبوعہ: ○ آقائے خوئی ○ علامہ شوستری ؒ
○ شہید علمائے حق (اوّل، ثانی، ثالث اور چہارم کے حالات پر مبنی)

زیر طبع

۱۔ شیخ صدوق ۲۔ حضرت یعقوب کلینی ۳۔ شیخ مفید
۴۔ علامہ سید رضی ۵۔ علامہ حلی ۶۔ علامہ محقق طوسی
۷۔ علامہ باقر مجلسی ۸۔ علامہ ابن شہر آشوب ۹۔ حضرت فضل بن شاذان
۱۰۔ آقائے بروجردی ۱۱۔ آقائے محسن الحکیم ۱۲۔ آقائے خمینی

۱۔ علامہ میر حامد حسین (صاحب عبقات) ۲۔ مولانا مقبول احمد
۳۔ مولانا حافظ فرمان علی ۴۔ علامہ ہندی
۵۔ مولانا کلب حسین ۶۔ مولانا سید کفایت حسین
۷۔ سید مظہر حسن سہارنپوری ۸۔ مولانا سید ظفر مہدی گہر
۹۔ علامہ رشید ترابی ۱۰۔ مولانا سید محمد دہلوی
۱۱۔ مولانا سید مبارک حسین ۱۲۔ مولانا محمد اسمعیل دیوبندی
۱۳۔ علامہ علی نقی ۱۴۔ علامہ ابن حسن جارچوی

○ تذکرہ علمائے پنجاب و سرحد ○ تذکرہ علمائے سندھ و بلوچستان
○ تذکرہ علمائے اودھ ○ تذکرہ علمائے بہار اور بنگال
○ تذکرہ علمائے جنوبی ہند

مکتبہ زید شہید گلشن اقبال کراچی

1.4 ، نعمان ٹیرس ، فیز 3 ، گلشن اقبال بلاک 11 ، یونیورسٹی روڈ ، کراچی ، فون 8112868